Pakistanipoint.com
Waqar Azeem

عمران سیریز

مشن ٹوایرپورٹ

مصنف

ایچ اقبال

قیمت -/۹ روپے

ناشر:

یونین بکس پوسٹ بکس نمبر ۱۱۶۴ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس شمارے میں شائع ہونے والے تمام واقعات اور کردار فرضی ہیں ان سے کوئی مطابقت محض اتفاقیہ ہو سکتی ہے اس کے لئے مصنف پرنٹر یا پبلشر پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

ناول ۔ ۔ ۔ مشن ٹو ایئرپورٹ

مصنف ۔ ۔ ۔ ایچ اقبال

قیمت ۔ ۔ ۔ ۱۵/- روپے

ناشر ۔ ۔ ۔ کوئین بکس کراچی

جیمس بانڈ کو اس طیارے میں سفر کرتے ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے تھے اور اب وہ طیارہ رنگوبیا کی فضائی حدود میں داخل ہونے جا رہا تھا

بانڈ کو لنڈن میں اس وقت ہی چونکنا پڑا تھا جب اسے اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔

چونکنے کی وجہ تھی لیلی شاہد۔

اور بانڈ اس وقت بھی اسے توجہ سے دیکھتا رہا تھا۔ وہ اسے لنڈن کئی بار دیکھ چکا تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ لنڈن کے ہائی سرکل میں کافی گھلی ملی ہوئی ہے۔

لیکن لیلی شاہد کی شخصیت کا چونکا دینے والا پہلو یہ تھا کہ اس پر پچھلے ایک ماہ سے غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شبہ تھا اور سیکرٹ سروس اس سلسلے میں اس کی چھان بین کر رہی تھی۔

بانڈ کو حیرت اس بات پر تھی کہ سیکرٹ سروس والوں کو اس کا علم کیوں نہیں ہو سکا کہ لیلی شاہد اسی طیارے کے ذریعہ کہیں باہر جا رہی ہے جس سے خود اسے سفر کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ لیلی شاہد کو اس کے مشن کا علم ہو گیا ہو اور وہ اس کے پیچھے لگ گئی ہو۔

Pakistanipoint.com
Waqar Azeem

یہ خیال ہی بانڈ کو زیادہ چونکنے پر مجبور کر چکا تھا۔

اس درمیانی عرصہ میں لیلیٰ شاہد نے بانڈ کی طرف خاص تو کے ساتھ دیکھا تھا اور وہ بھی ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ۔

اس وقت بھی وہ بانڈ کی طرف ہی دیکھ رہی تھی ـــــ ان دونوں کے درمیان ایک نشست تھی اور وہ بھی راستے میں خالی ہو چکی تھی

اس مرتبہ نگاہیں ملنے پر بانڈ کو اس لئے مسکرانا پڑا کہ لیلیٰ شاہد کے ہونٹوں پر بھی ایک دل آویز مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

وہ اپنی نشست سے اٹھی اور درمیانی نشست پر آ بیٹھی۔

"میں اس سفر کی ابتدا ہی سے آپ میں دلچسپی لے رہی ہوں۔" وہ کھنکتی ہوئی شوخ آواز میں بولی۔

"اکثر لڑکیاں ایسا کہتی رہتی ہیں لیکن یہ دلچسپی ہمیشہ لفظوں تک محدود رہی ہے۔" بانڈ کا لہجہ شوخ تھا۔

"جناب کو اپنی شخصیت پر ضرورت سے زیادہ ناز ہے"

"شخصیت تو تمہاری بھی بہت پرکشش ہے۔" ویسے تم لندن سے آ رہی ہو اور کہاں جا رہی ہو۔ میں دیر سے ان تینوں باتوں پر غور کر رہا ہوں۔"

"آپ میرے متعلق شاید کچھ جانتے ہیں۔" وہ اچانک سنجیدہ ہو گئی

"کچھ نہ کچھ سہی، بہت کچھ۔"

"مثلاً ـ؟"

"کہو تو تمہارے اس سفر کے متعلق اپنی زبان کھولوں۔ لیکن اس میں تمہارا نقصان ہوگا۔ کہو کیا کہتی ہو ــــ؟" بانڈ کا لہجہ رازدارانہ تھا۔

"اوہ. کیا واقعی تم اس حد تک جانتے ہو"

"شاید تم نے مجھے پہچانا نہیں۔"

"لیلیٰ شاہد لندن کے ہائی سرکل میں زندگی گزارتی آ رہی ہے وہ جیمس بانڈ کو نہ پہچانے یہ کیسے سوچ لیا۔"

"اور جیمس بانڈ کی نظر تم پر نہ ہو؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔؟"

"نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح میں تمہیں دیکھنے کے بعد سے ہی ایک زبردست الجھن میں پڑ گئی ہوں۔"

"تم جس نوعیت کی تنظیم سے تعلق رکھتی ہو ایسی ہی نوعیت کی تنظیموں کے لوگ مجھے دیکھ کر الجھن میں پڑ جایا کرتے ہیں۔"

"میں نے سنا ہے کہ تم۔ لیکن ٹھہرو ـــ میں تم سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں ـــــ چند لمحات کے بعد میرے پیچھے آسکو گے۔

"اگر جہنم میں بھی یاد کرو تو حاضر ہو سکتا ہوں۔"

"تھینک یو ـ فالو می ـ" وہ اپنی نشست سے اٹھ گئی۔ اور پھر یورینل کیبن کی طرف چل پڑی۔

یورینل کیبن میں داخل ہوتے وقت بانڈ پوری طرح محتاط تھا ــــ لیکن اسے اسی وقت اپنے ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہونے لگے اور وہ لیلیٰ شاہد پر نظر ڈالتا ہوا یورینل میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا۔

ٹرانسمیٹر پر اسے لیلیٰ شاہد سے متعلق معلومات ہی بہم پہنچائی جا رہی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر واپس اپنی جیب میں رکھ لیا اور باہر نکل آیا۔

لیلیٰ شاہد اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"کہو۔" بانڈ اس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"تم میرے متعلق کیا جانتے ہو۔؟"

"بہت کچھ۔"

"لیکن تمہیں میرے کچھ تو بتانا ہی ہوگا تاکہ میں یقین کرسکوں کہ تم اندھیرے میں تیر چلانے کی کوشش نہیں کر رہے۔"

"فی الحال اتنا جان لو کہ تم البرقیہ کے لئے کام کر رہی ہو۔" بانڈ نے کہا۔ "اب تمہیں اپنے مشن کے متعلق صاف صاف بتا دینا چاہیئے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انجانے میں تمہیں ہی اپنا شکار بنا لوں۔"

"مسٹر بانڈ — یہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کنجر کے مسئلہ پر حکومت برطانیہ ہمارے موقف کو اور ہماری تنظیم کو بری نظر سے نہیں دیکھتی بلکہ ان دنوں وہ نہ صرف ہمارے موقف کی حمایت کر رہی ہے بلکہ حکومت زنگولیا سے بھی اس کے تعلقات بہت اچھے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔ کہتی رہو۔"

"گزشتہ روز ہماری تنظیم کے دو نوجوانوں نے ایک طیارے کو اغوا کر کے بیرم آباد پہنچا دیا ہے اور اب میں بھی اسی مشن پر روانہ کی گئی ہوں۔"

"تم اس طیارے کو اغوا کرنا چاہتی ہو۔"

"ہاں۔"

"جبکہ یہ طیارہ خود بیرم آباد میں کچھ دیر لینڈ کرے گا۔ پھر اغوا سے مراد۔"

"سنو۔" وہ بانڈ کے قریب ہو کر سرگوشی کے سے لہجے میں کہنے لگی۔

"چونکہ تمہاری حکومت کو ہماری البرقیہ تنظیم کی حمایت حاصل ہے اسلئے ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی پورا پورا تعاون

دو گے۔"

"کم سے کم الفاظ استعمال کرو۔"

"یہ طیارہ بیرم آباد اترے گا اور اس کے بعد اسے کنجر کے لئے پرواز نہیں کرنے دوں گی۔"

"کیوں۔؟"

"پہلی بات تو یہ کہ ہمیں اپنی آواز بلند کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے اس پروگرام پر عمل پیرا ہونا پڑا ہے۔ اور دوسرے اس میں کنجر کے تین سیاسی رہنما بھی موجود ہیں۔ انہیں بھی روکنا ہے۔"

"اوہ۔ آئی سی۔" بانڈ نے گردن ہلائی۔

"اور تمہارا کیا مشن ہے۔" اس نے بانڈ سے پوچھا۔

"ایک تو تم پر نظر رکھنا ... اور دوسرے جو مشن ہے اس کے متعلق میں اس وقت تک تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا جب تک کہ تمہاری طرف سے مطمئن نہ ہو جاؤں۔"

"مسٹر بانڈ مجھے تمہارا تعاون چاہیئے۔"

"کن معنوں میں۔"

"یہی کہ اگر میں بیرم آباد ایئرپورٹ پر کمزور پڑوں تو تم بقیہ مسافروں کو کور کرو گے۔ تاکہ وہ میرے کام میں مداخلت نہ کریں۔"

"لیکن اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ طیارہ اترنے کے بعد کسی مزاحمت کا سوال ہی نہیں ہوتا۔"

"مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں بیرم آباد اتر سکوں۔ مجھے جوں کنجر تک سفر کرنا ہے۔ لیکن اترنا بیرم آباد ہی ہے اور ان تینوں کو بھی ٹھکانے

لگانا ہے ۔ اس کے ساتھ طیارے کو بھی "

"تمہیں رنگولیا کی حکومت طے شدہ پروگرام کے تحت سیاسی پناہ بھی دے گی ۔"

"ظاہر ہے "

"اور اگر میں تمہیں حکومت رنگولیا میں ہی قتل ہونے پر مجبور کر دوں تو ۔"

"کیا مطلب ۔ ؟" وہ بری طرح چونک پڑی ۔

"یہ میرے لئے بہت آسان ہوگا کہ میں حکومت رنگولیا کو یہ یقین دلا دوں کہ تم البرقیہ میں رہ کر اسی ہمسایہ ملک کے لیے کام کر رہی ہو جس کا ایک طیارہ پہلے ہی سے اغوا کیا جا چکا ہے ۔ اور اس طرح تم حکومت رنگولیا کا اعتماد حاصل کر کے پڑوسی ملک کے لئے جاسوسی کرنے آئی ہو "

"اوہ مائی گاڈ ـــــ" وہ آنکھیں پھاڑ کر بولی ۔

"تم پڑوسی ملک کی جاسوس ہو اور تخریب کاری کے لئے یہاں بھیجی گئی ہو ۔ اس قسم کے تمام کاغذات تین دن کے اندر اندر یہاں پہنچ جائینگے جنہیں آسانی سے حکومت رنگولیا کے حوالے کر دیا جائے گا "

"لیکن یہ مجھ پر سراسر انجام ہوگا "

"یقیناً ہوگا ـــ لیکن مجبوری ہے "

"کیا مطلب ۔ ؟" وہ پھر چونکی ۔

"تم کو میرے مشن میں بھی ہاتھ بٹانا ہوگا ۔ اگر تم وعدہ کرو تو وہ نہیں ہوگا جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔"

"تمہارا مشن کیا ہے ۔"

"میرا ایک نشانہ تو تم ہو ۔ لیکن اس وقت میں تمہیں اہمیت نہیں دوں گا ۔ لیکن جس خاص مشن پر میں یہاں آیا ہوں اس میں مجھے تمہارا تعاون چاہیئے ۔"

"میں تیار ہوں ۔ لیکن وہ بات نہیں ہونا چاہیئے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے ۔"

"یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تم میرے ساتھ تعاون نہ کرتے ہوئے غداری کرو گی "

"میں ایسا نہیں کروں گی "

"ٹھیک ہے ـــ اور اگر ایسا کرو گی تو حکومت رنگولیا کی فوجی حکومت تمہیں ایک دن میں ہی جہنم رسید کر دے گی "

"میں وعدہ کرتی ہوں ـــ لیکن تم اپنے مشن کی نوعیت تو بتاؤ ۔"

"وہ مشن بہت ہی سیکرٹ ہے ۔ اور اس کے متعلق میں تمہیں بروقت ہی سب کچھ بتا سکوں گا جبکہ تمہاری جانب سے پوری طرح مطمئن ہو جاؤں ۔ ہاں البتہ تمہیں ۔ وقت وقت پر وہ سب کچھ بھی کرتے رہنا ہوگا جس کے متعلق میں تم سے کہوں گا "

"لیکن وہ البرقیہ کے خلاف نہ ہونا چاہیئے "

"نہیں ـــ وہ البرقیہ کے خلاف بھی نہیں ہوگا ـ اور نہ حکومت رنگولیا کے خلاف ـــ کسی حد تک ہم دونوں کے مشنوں میں یکسانیت اور تال میل کی جھلکیاں شامل ہیں "

"اگر ایسا ہے تو میں بخوشی تعاون دوں گی ۔"

"اور اس تعاون کی پہلی کڑی یہ ہوگی کہ تم حکومت رنگولیا پر ہی ظاہر کرو گی کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس مشن میں برابر کا شریک ہوں "

وہ اس بات پر چونکی۔

"چونکو مت۔" بانڈ نے تیزی سے کہا۔ "البرقیہ کو حکومت برطانیہ کا تعاون حاصل ہے۔ اس لئے تمہیں چونکنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل یہاں کی فوجی حکومت دیگر حکام کے سامنے اور عوام کے سامنے میری اصل شخصیت پر پردہ ڈالے رکھنا چاہتی ہے۔"

"اوہ۔ آئی سی۔"

وہ مسکرائی۔ "یہ بات تم نے پہلے ہی بتا دی ہوتی۔"

"اس لئے تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا ہوگی کہ میرے اشارے کے بغیر تم میرے متعلق کسی کو کچھ نہ بتاؤ گی۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور جہاں ضرورت محسوس ہوگی تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں میں تم سے کام لینا چاہوں گا تمہیں اس کے لئے تیار رہنا ہوگا۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔"

"گڈ۔ واقعی تم ایک سمجھدار لڑکی ہو۔"

بانڈ مسکراتے ہوئے بولا۔

"بس۔"

وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"اور بھی بہت کچھ ہو۔"

بانڈ ہنسا۔

"چلو اب واپس چلیں۔" بانڈ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

لیلیٰ شاہد تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ بانڈ اسے کیبن سے باہر جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ بکھر کر رہ گئی۔

ان حملہ آوروں نے جیسے ہی اپنے ہاتھ اونچے کئے عمران نے غراتے ہوئے جوزف سے کہا۔

"اے او کالے پہاڑ..... ٹوٹ پڑو ان نیلی پہاڑیوں پر۔"

اور جوزف عمران کی للکار پر لبیک کہتے ہوئے ایک آدمی کی گردن تھام لی اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ اس آدمی کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا چکا تھا۔

"اب اس کا کیا کروں باس۔ کیا واقعی اسے جہنم رسید کر دوں۔"

"نہیں۔ مرنے کے بعد اسے جنت نصیب ہونی چاہیئے۔ سمجھ گیا۔"

"سمجھ گیا باس۔" جوزف نے کہا۔ اور اس کے فوراً بعد اسے اسکے ہی ایک ساتھی پر دے مارا۔

وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر نیچے پتھریلی زمین پر آ گرے۔

بقیہ پانچ خوفزدہ نظر آنے لگے۔

ادھر جوزف نے ان لوگوں پر دوبارہ چھلانگ لگا دی۔ وہ

کسی درندے کی طرح ڈکراتا ہوا ان پر ٹوٹ پڑا۔

اور ان دونوں کی گردنیں اپنے ایک ایک ہاتھ میں دبوچ لیں۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے میں پوری قوت کے ساتھ ان کے سر ٹکرا دیئے۔

دو بھیانک چیخیں ابھریں اور ڈوبتی ہوئی چیخوں کے ساتھ وہ دونوں ڈھیر ہو گئے۔

اب جوزف دوسروں کی طرف مڑا ہوا پلٹا۔ اور بقیہ تینوں اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے۔

ادھر عمران ان سب پر نظر رکھے ہوئے تھا اور سوچ رہا تھا کہ ان میں سے ایک کو زندہ رکھ کر معلومات حاصل کرے اور بقیہ کو ختم کر دیا جائے اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو اس صورت میں یہ لوگ رنگولیا کی حکومت کو باخبر کر دیں گے۔

ادھر اچانک جوزف نے بیک وقت دو آدمیوں پر چھلانگ لگا دی ان دونوں نے بھی مدافعت کے لئے حربے استعمال کئے اور جھکائی دے کر جوزف کے ہاتھوں سے اپنی گردن بچا گئے۔

جوزف جنگلیوں کی طرح غرایا اور اچھل کر پھر ان پر چھلانگ لگا دی۔

اس مرتبہ وہ ایک کی گردن دبوچ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن دوسرے آدمی نے خود کو بچا کر جوزف کی دونوں ٹانگیں پیچھے سے پکڑ لیں۔ اور انہیں مروڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن جوزف نے ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اس جھٹکے میں نہ صرف اس نے اپنی ٹانگیں چھڑا لیں بلکہ ایک زوردار ٹھوکر اس کے حریف کے منہ پر

بھی پڑی اور وہ اچھل کر الٹ گیا۔

جوزف نے اپنی گرفت میں آئے ہوئے حملہ آور کے منہ پر اپنے لوہے کی طرح سخت ہاتھ سے آہنی گھونسے برسا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس شخص کے بالوں کو پکڑ رکھا تھا۔

جوزف کی گرفت میں آیا ہوا شخص بھی جاندار تھا۔ وہ ان گھونسوں کی مار پر تڑپتا۔ چیختا اور پھر بھی یہ کوشش کرتا کہ اس کی گرفت سے نکل جائے لیکن پانچویں گھونسے پر اس کے تمام دانت اندر گھس گئے۔ ہونٹ پھٹ گئے اور وہ ایک آخری بھیانک چیخ کے ساتھ اس طرح تڑپتا نظر آیا جیسے اسے ذبح کیا جا رہا ہے۔

ابھی یہ سب لوگ ادھر ہی متوجہ تھے کہ اسی وقت ڈرائیونگ سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے آدمی نے اپنی گردن کو ایک طرف تیز جھٹکا دیا اور پھر اسی طرح پڑے پڑے وہ باہر کا بھیانک منظر دیکھنے لگا۔

فوراً ہی اس نے کار کے ڈیش بورڈ کے ایک حصے سے ایک چھوٹا سا دستی بم نکالا۔ اور پھر بہت احتیاط کے ساتھ اس کا ہاتھ باہر کی طرف۔۔۔ بڑھنے لگا۔

عمران وغیرہ سب ہی اس کی طرف سے بے خبر تھے۔

ان سب کو ہوش اس وقت جب ان لوگوں کے قریب ہی وہ بم گرا اور ایک بھیانک دھماکے کے ساتھ ہی تیز نیلی روشنی دکھائی دی۔

عمران اسی وقت چلایا۔

"سانسیں روک کر لیٹ جاؤ۔"

اور پھر وہ خود بھی اپنی سانس روک کر سینے کے بل پتھریلی زمین پر

لیٹ گیا

حملہ آوروں کا چیف اور دوسرا ڈرائیور اس دھماکے کے بعد ہی فوراً سینے کے بل لیٹ گئے تھے۔

وہ دھماکہ عجیب قسم کا تھا۔ اس کی وجہ سے نہ تو پتھریلی زمین متاثر ہوئی تھی اور نہ قریبی جسم ۔۔ وہ جوزف سے کوئی چھ قدم کے فاصلے پر گرا تھا۔ لیکن جوزف کے جسم پر کسی بھی طرح کی خراش تک نہ آئی تھی۔

حملہ آوروں کو چھوڑ کر عمران اور اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی سانسیں روکے ہوئے اس نیلی روشنی کو دیکھ رہے تھے۔ جو ہر لمحہ تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

ادھر عمران آہستہ آہستہ سینے کے بل رینگتا ہوا ادھر ہی بڑھ رہا تھا۔ جدھر وہ ٹیکسی ڈرائیور ہوش میں آ چکا تھا۔ اور جس نے نیلی روشنی کا ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔

شاید وہ خود بھی اپنی سانسیں روکے ہوئے تھے۔ لیکن اس کی پوزیشن کچھ ایسی تھی کہ وہ عمران کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ عمران ایک دوسری کار کی آڑ لے کر آگے سرک رہا تھا۔

وہ دونوں حملہ آور عمران کو سرکتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ خود بھی اپنا منہ نہیں کھول سکتے تھے ۔۔ ڈرائیور کو خبردار کرنے کے لئے انہیں اپنا منہ کھولنا ضروری تھا۔

البتہ وہ یہ ضرور کر سکتے تھے کہ اس ڈرائیور کو ہاتھوں کے اشارے سے عمران کی حرکت پر خبردار کر دیتے۔

لیکن عمران نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی تھیں۔ وہ ریوالور کا رخ

ان لوگوں کی طرف کئے ہوئے ہی بڑھ رہا تھا۔ اور انہیں اس بات کا احساس دلاتا جا رہا تھا کہ اگر ان میں سے کسی نے بھی اس کی مرضی کے خلاف کوئی حرکت کی تو بے دریغ فائر کر دے گا۔

صفدر اور چوہان ان دونوں کے قریب لیٹے ہوئے تھے۔ اور وہ عمران کی اس حرکت کا مقصد بھی سمجھ چکے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران کی الجھن بھی محسوس کر چکے تھے۔

چنانچہ وہ دونوں اپنی اپنی جگہوں سے سرکتے ہوئے ان دونوں کے قریب ہوتے گئے اور پھر انہوں نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ان دونوں کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا تھا۔ بلکہ وہ ان کے چہروں کے سامنے بھی آ گئے تھے جس وجہ سے وہ دونوں حملہ آور نہ تو اس ڈرائیور کی طرف دیکھ ہی سکتے تھے اور نہ کوئی اشارہ ہی کر سکتے تھے۔

ادھر ۔۔ وہ نیلی روشنی پتھریلی زمین سے تقریباً چار فٹ کی اونچائی پر رہ کر چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ اور آس پاس کی تمام پہاڑیاں نیلاہٹ کے ساتھ چمکنے لگی تھیں۔

جوزف، جولیا اور بقیہ لوگ بھی اس پراسرار اور حیرت انگیز نیلی روشنی کو دیکھ رہے تھے۔ جو دور تک پھیل گئی تھی اور جس کی وجہ سے ماحول پر نہ صرف ایک گہری نیلی دھند چھا گئی تھی بلکہ اس میں تیز قسم کی چمک بھی پیدا ہو گئی تھی۔

جوزف پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نیلی روشنی کو دیکھ رہا تھا اور کبھی کبھی وہ عمران کی طرف بھی دیکھنے لگا جو اب اگلی ٹیکسی کی آڑ میں ہوتا جا رہا تھا ۔۔ پھر وہ خود بھی اسی ٹیکسی کی طرف تیزی سے رینگنے لگا۔

جس سے کہ وہ بم پھینکا گیا تھا۔

ادھر عمران نے تیزی سے لیٹے لیٹے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے اگلی ٹیکسی کا چکر کاٹ کر دوسری ٹیکسی بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ محض اگلے اور کسی نئے حملے سے بچنے کے لئے اس طرف بڑھ رہا تھا تاکہ ڈرائیور کوئی حملہ... کوئی نیا حملہ ___ نہ کر بیٹھے۔

دوسرے اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ وہ پراسرار نیلی روشنی اس طرف ہی دور دور تک کیوں پھیل گئی تھی اور ان دونوں کاروں کی طرف کیوں نہیں پھیلی تھی۔

اس معاملے میں بھی اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا ___ اور اپنے طور پر اس نے اس پراسرار سوال کا بھی حل تلاش کر لیا اور وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ تیز چلنے والی ہوا کے رخ کی طرف ہی وہ نیلی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ دونوں ٹیکسیاں اس دھماکے کی جگہ سے ادھر ہونے کی وجہ سے اس روشنی کی زد میں نہیں آسکی ہیں۔

عمران اس دوسری ٹیکسی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ایک بار پھر اس نے اپنی گردن اوپر کی طرف اٹھائی اور یہ دیکھ لینا چاہا کہ وہ پراسرار نیلی روشنی اس کے سر پر تو موجود نہیں ___ لیکن وہ اس نیلی روشنی کی زد سے دور نکل آیا تھا۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ پتھریلی زمین پر جمائے اور تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا ___ دوسرے ہی لمحے اس کا ریوالور والا ہاتھ اس ڈرائیور کو اپنی زد پر لئے ہوئے تھا۔

شاید ڈرائیور کے پاس اب کوئی حربہ استعمال کرنے کے لئے

رہا تھا۔ اس لئے وہ خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ تم۔" وہ غرایا۔

"چلو پیارے تم نے ایک مسئلہ حل کر دیا۔" عمران اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔ "ورنہ میں نہ جانے کب تک سانس روکے رکھتا۔"

جوزف بھی رینگتا ہوا عمران کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ عمران کھڑے ہو کر بات چیت بھی کر رہا ہے تو وہ بھی دندناتا ہوا کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"باس... اس مردود کو مزہ چکھانے دو۔"

عمران ایک طرف سرک گیا اور جوزف نے اپنا ایک ہاتھ اندر داخل کر کے اس ڈرائیور کا گریبان پکڑ لیا۔

اس سے پہلے کہ ڈرائیور اپنے بچاؤ کے لئے اسٹیرنگ وہیل کو اپنی گرفت میں لے۔ جوزف نے اسے ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ کار سے باہر کھینچ لیا۔

ڈرائیور کے گرتے ہی جوزف نے اپنے حلق سے وحشیانہ آوازیں بلند کرتے ہوئے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا ___ اور پھر وہ تیزی سے ادھر ہی بڑھنے لگا جدھر چند قدموں کی دوری پر وہ نیلی چمکتی ہوئی روشنی اب تک اسی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

"ابے نالائق یہ کیا کرنے جا رہا ہے..."

"تم چپ رہو باس..."

جوزف پلٹ کر بولا۔

"ابے میں کہتا ہوں کہ ٹھہر جا... اس روشنی سے تیرا جسم ٹکرایا تو تو بھی جہنم رسید ہو جائے گا۔"

"یہی تو جاننا چاہتا ہوں باس ..... کہ وہ دھماکہ کیوں کیا گیا تھا۔"

اور پھر جوزف اسے لئے آگے بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ اوپر پھیلی ہوئی اس روشنی سے تقریباً دو قدم کے فاصلے پر رہ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں پر اس ڈرائیور کو تولا ... اور پھر اس ڈرائیور کو لہرا کر اس تیز روشنی میں پھینک دیا۔

ڈرائیور کے اچھلتے وقت اور روشنی کی چادر پر گرتے وقت اس کے حلق سے ایک بھیانک چیخ ابھری اور اس کے فوراً بعد ہی جیسے ہی اس کا جسم اس روشنی سے ٹکرایا۔ روشنی میں چمکتی ہوئی تیز تر لہریں پیدا ہوئیں اور ان لہروں کے ساتھ ہی کسی چیز کے پھٹ کر بکھرنے کی آواز ابھری۔

اور پھر ...

دور دور تک اس ڈرائیور کی لاش کا پتہ نہ تھا۔

جوزف کی اس حرکت کا ایک ردعمل اور بھی ہوا جس پر ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اس دھماکے اور اس جسم کے پھٹنے کی آواز کے فوراً بعد ہی نہ وہ نیلی روشنی باقی رہی تھی اور نہ وہ پر اسرار چمک جو اس روشنی میں موجود تھی۔

ایک ہی پل میں ماحول پہلے کی طرح اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

اتنے مختصر عرصے میں وہ پر اسرار اور خطرناک نیلی روشنی لاپتہ ہو چکی تھی۔

"تم سب لوگ زندہ ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔" عمران نے صفدر وغیرہ پر نظر ڈالتے ہوئے چلا کر پوچھا۔

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اتنی دیر تک اپنی سانسیں نہیں روک

سکتے تھے۔

لیکن وہ سب ہی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ البتہ ان سب کے چہرے بری طرح تمتمائے ہوئے تھے۔

"بدمعاشوں کے سردار ـــ" عمران نے ان کے چیف کے منہ پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ "تم ہمیں یہاں ختم کرنے لائے تھے؟"

"نہیں؟" وہ نروس ہو کر بولا

"پھر اچار ڈالنے کے لئے ـــ ایک منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ دوسرے منٹ میں میرا کالا پہاڑ تم دونوں کو بھی نیلی روشنی کی طرح چوپٹ کر دے گا ـــ سمجھے؟"

اس مرتبہ عمران کا لہجہ بڑا زہریلا تھا۔

"ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو رنگولیا لے جانا چاہتے تھے۔"

اس نے کہا۔

"کیا تم رنگولیا کے جاسوس ہو۔"

"نہیں .... البتہ رنگولیا کے لئے معقول معاوضے پر کام کرتے ہیں۔"

"ہمیں کیسے لے جاتے ۔؟"

"ہیلی کوپٹر کے ذریعہ۔"

عمران نے پھر ایک زوردار ٹھوکر رسید کی اور کہا۔

"ابے پھر جھوٹ۔ یہ ٹیکسیاں ہی کوپٹر کیسے ہو سکتی ہیں ـــ ابے او کالے پہاڑ ٹوٹ پڑ ان دونوں پر۔"

جوزف اپنی سرخ سرخ آنکھیں نکالتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ واقعی بہت زیادہ غضبناک بنا ہوا تھا۔

"ٹھہرو۔" ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہر جاؤ" عمران نے جوزف کو روکا۔

"نہیں باس۔"

"ابے میں کہتا ہوں کہ ٹھہر جا.... مرنے سے پہلے ان کی آخری خواہش معلوم کر لینے دے۔ شاید یہ تیرے نہیں میرے ہاتھوں مرنا چاہتے ہوں۔"

"ہم دونوں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔" حملہ آوروں کے چیف نے کہا۔ وہ بہت زیادہ بدحواس ہو چکا تھا اور خوفزدہ نگاہوں سے جوزف کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"جب تک مجھے یہ یقین نہ آجائے کہ یہ ٹیکسیاں ہیلی کوپٹر میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔"

"یہاں ایک بڑا ہیلی کوپٹر موجود ہے۔"

"ابے تو یہ پہلے کیوں نہیں بتایا —— ایک ٹھوکر کی بچت ہو جاتی۔ کہاں ہے ہیلی کوپٹر۔"

"ادھر۔ اس پہاڑی کے پیچھے۔"

"اور اگر اس پہاڑی کے پیچھے تم لوگوں کے یار غار چھپے ہوئے تو۔؟"

"نہیں... وہاں کوئی نہیں۔"

"دیکھو پیارے — میں نہایت نالائق آدمی ہوں۔ جھوٹ ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سے قبل تیری آنکھیں اللہ کو پیاری ہو جائیں اور بعد میں تو بھی۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا۔ تم دونوں اٹھ جاؤ — ابے اٹھو ورنہ رسید کرتا ہوں۔"

اور وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"تم ہمیں رنگولیا لے جانا چاہتے تھے۔"

وہ دونوں خاموش رہے ——

"کیا میں ہمیشہ کے لئے تمہارا منہ بند کر دوں۔" عمران دہاڑا۔

"ہاں۔"

"تو پھر ہم کو لے چلو۔ ہم واقعی تمہارے ساتھ رنگولیا جانا چاہتے ہیں۔ چلو آگے بڑھو۔ لیکن مریل گھوڑوں کی طرح نہیں۔"

وہ دونوں چل پڑے۔ عمران انہیں ریوالور سے کور کئے ہوئے تھا۔ جوزف۔ صفدر۔ جولیا۔ تنویر۔ اور چوہان وغیرہ عمران پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ پہاڑی کے دوسری طرف نکل آئے سرسبز درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب رنگولیا کا ایک بڑا فوجی ہیلی کوپٹر موجود تھا۔

ان دونوں کے ہاتھ پیر باندھ دو۔" عمران نے کہا اور پھر ایک ریشمی ڈوری سے ان دونوں کے ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دیئے گئے۔

اس کے بعد بقیہ لوگ بھی ہیلی کوپٹر میں بیٹھ گئے۔ عمران نے پائیلٹ کی سیٹ سنبھال لی۔

اور چند لمحات کے بعد ہیلی کوپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ہماری حکومت کی جانب سے حکومت رنگولیا کو ایک دوسرا اور سخت مراسلہ روانہ کیا گیا تھا جو آج صبح رنگولیا کی حکومت کو دیا جا چکا تھا۔ اس مراسلہ میں پچھلے مراسلہ کا حوالہ دیکر اس بات پر سخت زور دیا گیا تھا اغوا شدہ "پرواز" نامی فرد کر طیارے کو اس کے جملہ مسافروں کے ساتھ فوری طور پر واپس کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں فضائی قزاقوں کو جن کے نام ہاشمی اور مسعود قریشی ہیں۔ حکومت کے حوالے کر دیا جائے۔

اس احتجاجی مراسلے پر پانچ فوجی گورنروں کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ اور یہ دوسرا سخت ترین مراسلہ ان کے سامنے تھا۔

یہ تمام فوجی گورنر وہی تھے جو اس سے قبل خرم آباد میں گزشتہ میٹنگ اٹینڈ کر چکے تھے۔ اور ان کی یہ دوسری میٹنگ برم آباد کے ایک فوجی کیمپ میں ہو رہی تھی۔

لیکن اس میٹنگ کا دلچسپ ترین پہلو یہ تھا کہ حکومت رنگولیا کی جانب سے رنگولیائی عوام کو بھی دھوکہ دیا جا رہا تھا اور غیر ملکی صحافیوں کو بھی۔

یہاں کے عوام اور غیر ملکی صحافی یہ سمجھ رہے تھے کہ ہاشمی اور مسعود قریشی دونوں اسی طیارے میں بند ہیں جبکہ وہ دونوں فضائی قزاق بھی اس میٹنگ میں موجود تھے۔ اور رفن چی بھی موجود تھا۔ اس طرح اس وقت اس کمرے میں نو افراد موجود تھے۔

"مسٹر ہاشمی اور مسٹر قریشی۔" ایک ادھیڑ عمر کے گورنر نے ان دونوں فضائی قزاقوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم اور حکومت رنگولیا آپ کے اس شاندار کارنامے پر خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے پڑوسی ملک میں زبردست کھلبلی مچ گئی ہے۔"

"شکریہ۔" ہاشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن اگلی کارروائی کے متعلق کیا فیصلہ کیا گیا ہے۔؟"

"ابھی ہمیں ایک طیارے کا اور انتظار ہے۔ وہ کچھ ہی دیر کے بعد ہوائی اڈے پر اترنے والا ہے۔ لندن سے آنے والے اس طیارے کے اترنے کے بعد ہماری اسکیم عملی حدود میں داخل ہو جائے گی۔"

"ہماری پڑوسی حکومت کو کیا جواب دیا گیا ہے۔؟" قریشی نے پوچھا۔

"ہم نے اسے مطلع کر دیا ہے کہ نہ تو ہم آپ دونوں کو اس کے حوالے کر سکتے ہیں اور نہ اس طیارے کے متعلق ابھی واپسی کا وعدہ کر سکتے ہیں جس میں کہ آپ دونوں بند ہیں۔"

وہ مسکرایا اور کئی قہقہے گونجنے لگے۔

گورنر نے پھر کہا۔ "لیکن ہم نے ہماری پڑوسی حکومت سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ طیارے سے متعلقہ مسافروں اور عملے کو موٹروں کے ذریعہ ان کی سرحد تک کی چوکی نمبر ۱۶ پر پہنچا دیا جائیگا۔ اور وہاں سے متعلقہ حکومت انہیں اپنی کاروں سے واپس لے جا سکے گی۔" گورنر نے ٹھہرتے ہوئے کہا۔

"ہماری ہمسایہ حکومت نے اپنا طیارہ بھیجنے کی پیشکش کی تھی اور کہا کہ جب تک آپ لوگ طیارے سے باہر نہیں آتے۔ مسافروں اور عملے

کے اسٹاف کو ان کے دوسرے بھیجے جانے والے طیارے کے ذریعہ واپس کر دیا جائے۔ لیکن ہم نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی ہے۔"

"کیوں۔؟" ہاشمی نے پوچھا۔

"ہم مصلحتاً بھی نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی طیارہ بیرم آباد کے ہوائی اڈے پر اترے۔ اس لئے ہم نے نہایت سلیقے کے ساتھ ان کی اس تجویز کو ٹھکرا دیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ بیرم آباد ہوائی اڈے کی فضا اطمینان بخش نہیں ہے اور ہم ان آنے والے طیارے کی حفاظت کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے"

"گڈ۔" ایک دوسرے گورنر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ان مسافروں کو قریبی سرحدی چوکی کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے"

"ابھی نہیں۔ ابھی اس پروگرام کی تکمیل میں کچھ دیر ہے۔ پہلے ایک اور طیارہ یہاں پہنچ جائے — پھر اس کے بعد۔"

"مسٹر حفیظ۔" فن چی نے گورنر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہو اگر آپ انہیں تھوڑی بہت تفصیل بتا دیں۔"

"میں وہی بتانے جا رہا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "دوسرا پروگرام یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک کا دوسرا طیارہ جو لندن سے روانہ ہوا ہے۔ اس میں البرقیہ لندن کے افراد موجود ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ اگر وہ لوگ اس طیارے میں ہوئے تو اس طیارے کے یہاں پہنچنے پر کے بعد اسے ایسے تمام بقیہ مسافروں کو بھی پہلے طیارے کے مسافروں کے ساتھ روانہ کر دیا جائے گا جو ہمارے لئے کارآمد نہیں ہوں گے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" ایک گورنر نے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں البرقیہ لندن سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس کے مطابق ال

حرکت میں آچکی ہے۔"

"البرقیہ کے کتنے جانباز مجاہدین اس میں موجود ہیں۔؟"

"یہ اطلاع نہیں دی گئی ہے۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ اس طیارے میں بھی وہی ڈرامہ رچایا جائے گا — یعنی البرقیہ کے افراد وہی کریں گے جو آپ اور مسٹر قریشی کر چکے ہیں — ویسے اس میں وہ تین اہم شخصیات بھی موجود ہیں جنہوں نے پچھلے دنوں یو این او میں ہماری حکومت کی سخت ترین مخالفت کی تھی۔

"یہ ایک اچھی خبر ہے۔" فن چی نے معنی خیز انداز میں کہا اور وہ لوگ مسکرانے لگے۔

وہ طیارہ جس میں بیلی شاہد اور جیمس بانڈ موجود تھے بیرم آباد کے رن وے نمبر پانچ پر اتر چکا تھا۔ اور پھر جیسے ہی طیارے کے مسافروں کو اترنے کے لئے کہا گیا۔ اچانک بیلی شاہد۔ طیارے کی سیڑھیوں کے قریب پہنچ گئی۔ اور چھوٹا سا ریوالور تانتے ہوئے چلائی۔

"البرقیہ زندہ باد۔"

اس نعرے پر تمام مسافر چونک پڑے۔ کیونکہ وہ کل کی خبروں میں البرقیہ کے متعلق بہت کچھ سن چکے تھے۔

"میڈم — یہ ریوالور اپنی جیب میں رکھ لو۔" طیارے کا فلائٹ آفیسر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "یہ مذاق کا وقت نہیں اور نہ ہی آپ کو اس قسم کی اجازت دی جا سکتی ہے۔"

"مسٹر آفیسر۔" وہ ریوالور سے سب کو کور کئے ہوئے غرائی "اس طیا
سے صرف وہی لوگ باہر جا سکتے ہیں جنہیں بیرم آباد اترنا ہے ۔ اور ۔"
ریوالور کا رخ فلائٹ آفیسر کی طرف کرتے ہوئے بولی ۔ "یہ طیارہ فی الحال ہم
کسٹڈی میں ہے اور میں اسے اگلی پرواز پر روانہ نہیں ہونے دوں گی۔"

"میڈم ۔ میں آپ سے پھر درخواست کروں گا کہ آپ اس خطرناک
مذاق کو ختم کیجئے ۔"

"آفیسر" وہ پھر غرائی ۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ۔ ور
میں تمہیں ابھی اور اسی وقت گولی مار دوں گی ۔۔ اور آخری مرتبہ پھر سن
یہ طیارہ کنچر کے لئے پرواز نہیں کرے گا ۔"

بانڈ نے نہایت اطمینان سے سگریٹ سلگاتے ہوئے مسافروں
نظر ڈالی اور پھر وہ فلائٹ آفیسر سے مخاطب ہوا ۔

"آفیسر ۔ یہی بہتر ہے کہ یہ لڑکی جو کہہ رہی ہے اس پر عمل کیا جا
کل ایک طیارہ اغوا کر کے یہاں لایا جا چکا ہے ۔۔ جس کے متعلق ہم
لوگ سن ہی چکے ہیں ۔ اگر اس لڑکی کے خلاف کوئی حرکت سرزد
تو یہ یقینی طور پر مسافروں کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے ۔ اور اس طیارے
"کیا آپ بھی اس لڑکی کے ساتھی ہیں ۔؟" فلائٹ آفیسر نے تیزی سے

"جی نہیں ۔ دوسرے مسافروں کی طرح میں بھی ایک مسافر ہوں
چونکہ میں جانتا ہوں کہ البرقیہ کے لوگ انتہائی خطرناک ہیں ۔ وہ جو کچھ
ہیں وہی کر گزرتے ہیں ۔ اس لئے دانشمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ
وہی کیجئے جس سے کہ آپ کو، مسافروں کو اور اس طیارے کو کوئی نقصا
پہنچے ۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔" چند خوفزدہ مسافر تیزی سے بولے ۔
بانڈ آگے بڑھا اور لیلیٰ شاہد کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے
آنکھ دبا دی ۔

لیلیٰ شاہد نے معنی خیز انداز میں سر کو جنبش دی اور بانڈ سیڑھیوں
اتر گیا ۔

طیارے سے باہر نکل کر بانڈ تیزی سے آگے بڑھا اور سامنے سے آتے
افسروں کی طرف دیکھا ۔

"ہیلو آفیسر ۔" بانڈ نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا ۔

"ہیلو ۔" آفیسر نے معنی خیز انداز میں کہا ۔

"البرقیہ زندہ باد ۔" بانڈ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔۔ تو آپ لوگ اپنے مشن میں کامیاب ہیں ۔"

"پوری طرح ۔۔" بانڈ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ لیلیٰ شاہد ان سب
کو کور کئے ہوئے ہے ۔ بقیہ صورت حال آپ کو سنبھالنا ہے ۔ ورنہ کہیں
ایسا نہ ہو کہ مفت کی بدنامی ہاتھ آئے ۔"

"آپ اس کی فکر نہ کیجئے ۔ آیئے ۔"

پھر بانڈ ان فوجی آفیسروں کے ساتھ ہی واپس طیارے میں داخل
جیسے ہی بانڈ اور وہ آفیسرز داخل ہوئے ۔ لیلیٰ شاہد نے تیزی سے
دوسرا ریوالور نکال کر انہیں بھی کور کر لیا ۔

"آپ لوگ اندر آ جایئے ۔" وہ تلخ لہجے میں بولی ۔
اس مرتبہ اس کے ہاتھوں میں دو ریوالور تھے ۔ ایک ریوالور کا
فلائٹ آفیسر کی طرف اور دوسرا ان فوجی آفیسروں کی طرف ۔۔۔۔

آفیسر نے غراتے ہوئے پوچھا۔
" میڈم آپ کیا چاہتی ہیں ۔۔۔
" اب یہ طیارہ البرقیہ کی ملکیت ہے ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تین
سیاسی شخصیتیں بھی۔" اس نے تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
" یہ غلط حرکت ہے۔ اور بین الاقوامی فضائی قانون کی سنگین خلاف
ورزی بھی۔" وہ فوجی آفیسر غرایا۔
" میں صرف ایک منٹ کا وقت دیتی ہوں ورنہ اس طیارے کو
کر دوں گی۔ ان تینوں کو چھوڑ کر بقیہ تمام لوگ اور اس طیارے کا
طیارہ خالی کر دیں۔ دوسری صورت میں میں بے دریغ فائرنگ شروع
کر دوں گی ۔" اس مرتبہ لیلیٰ شاھد کے تیور انتہائی خطرناک تھے
اور اس کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ واقعی اپنی اس دھمکی کو عملی
پہنا دے گی۔
طیارے کا ماحول ایک دم خوف و ہراس کا شکار ہو گیا —— اور
طیارے میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔
مسافر تیزی سے باہر کی طرف لپکنے لگے۔
" تم تینوں نہیں " وہ ان تینوں مسافروں کی طرف دیکھ کر غرائی
کنجری تھے۔
" ورنہ طیارے میں ہی دم توڑ دو گے " اس نے اپنا جملہ پورا کرد
اور پھر ایک منٹ کے اندر اندر طیارہ خالی ہو گیا اور اس
لیلیٰ شاہد کے علاوہ وہ تینوں لیڈر ہی رہ گئے۔ طیارے

اسٹاف بھی طیارے کو خالی کر گیا تھا۔
باہر سے اس فوجی آفیسر نے کہا۔
" میڈم بہتر ہوگا کہ آپ بھی باہر نکل آئیں اور ان تینوں رہنماؤں
کو بھی باہر آنے کی اجازت دیں۔"
لیلیٰ شاہد نے چیخ کر کہا۔
" اگر حکومت رنگولیا مجھے سیاسی پناہ دے سکتی ہو اور ان تینوں
کو بھی یہاں روک رکھنے کا وعدہ کرتی ہو تو میں باہر آنے کے لئے تیار ہوں "
ورنہ اس طیارے کو تباہ کر دیا جائے گا اور ان تینوں کو بھی ختم "
" اس سلسلہ میں ہمیں حکومت سے مشورہ کرنا ہوگا۔ امید ہے کہ اس
وقت تک ان تینوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی ۔" آفیسر نے کہا۔
" میں اس کے لئے آدھے گھنٹے کا وقت دے سکتی ہوں "
" ٹھیک ہے۔"
پھر لیلیٰ شاہد نے اپنے اسٹر سے ایک ریشمی ڈوری نکالتے ہوئے ان
تینوں کی طرف اچھال دی۔ اور ایک کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر بولی۔
" اپنے دونوں ساتھیوں کے ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دو۔ اگر
باہر جانے کی کوشش کی تو ڈھیر کر دیئے جاؤ گے "
ادھر جیمس بانڈ اور دوسرے تمام مسافروں نے ایئر پورٹ کا
جائزہ لیا۔
اغوا کیا ہوا طیارہ اب بھی کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا اور اسے
دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا
مائیکروفون پر اب بھی ان دونوں فضائی قزاقوں سے باہر نکلنے اور

طیارے کو فوجیوں کے حوالے کئے جانے پر زور دیا جا رہا تھا۔
اور پھر بہت سے فوجی اس دوسرے طیارے کی طرف بھی بڑھنے
اور جلد ہی اس دوسرے طیارے کو بھی گھیر لیا گیا۔
"مسٹر فلائٹ آفیسر" مقامی فوجی آفیسر نے اس دوسرے طیارے
کے فلائٹ آفیسر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
"کہیئے" وہ بولا۔
"ان البرقیہ والوں نے ہمارے سامنے خاصی الجھنیں پیدا کر دی ہیں
سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ ایک تو آپ کی ہماری حکومتوں
کے تعلقات اب جا کر کچھ بہتر ہوئے تھے۔ اور یہ لوگ ان تعلقات
کو پھر سے بگاڑنے کی سازش کر رہے ہیں۔"
"ہو سکتا ہے — لیکن ہمارے مسافروں اور اسٹاف کا کیا ہوگا"
"آپ اس کی فکر نہ کیجئے — آپ لوگ ہماری حکومت کے مہمان ہیں
اور ہماری جانب سے آپ لوگوں کو کسی بھی طرح کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا
پڑے گا۔"
بانڈ یہ سب کچھ سنکر مسکرایا اور پھر اس کی نگاہیں عوام کے
بے پناہ ہجوم پر جم گئیں جو تماشبین کی حیثیت رکھتا تھا۔

عمران اس ہیلی کاپٹر کے ذریعہ بیرم آباد کی طرف سفر کر رہا تھا۔
وہ اپنی منزل سے کچھ دور ہی تھا اور اس کی نگاہیں کسی مناسب جگہ
کا جائزہ لیتی جا رہی تھیں۔

پھر اس نے ہیلی کو نیچے اتارنا شروع کیا اور چاروں طرف سے
گھری ہوئی سرسبز پہاڑیوں کے درمیان اس ہیلی کوپٹر کو اتار دیا۔
"آؤ دوستو — ہم ذرا تر و تازہ ہو لیں" عمران نے کہا۔
وہ سب لوگ بھی نیچے اتر آئے۔
"دونوں مہمانوں کو بھی نیچے اتار لو۔" عمران نے صفدر اور خاور کو اشارہ
کیا۔
ان دونوں کو بھی نیچے اتار لیا گیا۔
"اس ہیلی کوپٹر میں کچھ کھانے پینے کے لئے بھی موجود ہے یا محض ہوا
خوری کے لئے ہی استعمال میں لایا جاتا ہے —؟"
ان میں سے ایک نے گردن ہلائی۔
"کیوں دوست —" عمران گردن ہلانے والے کے قریب پہنچ گیا۔
"کیا تم نے اپنے منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں"
"نہیں —" وہ غرایا۔
"جناب کا اسم شریف — حالانکہ یہ شریف آدمیوں کا ہوا کرتا ہے
پھر بھی میں کوئی اعتراض نہ کروں گا اگر جناب اپنے نام نامی سے مستفید
فرمائیں تو۔"
"فیروز بخت" وہ غراتے ہوئے بولا۔
"ماشاءاللہ — یہ کسی شہزادے کا نام ہے۔ پتہ نہیں تم میں
وہ جوتیاں — ارر — خوبیاں ہیں یا نہیں جو ایک داستانوی فیروز بخت
میں پائی جاتی ہیں۔"
فیروز، جو ان حملہ آوروں کا چیف تھا، برا سا منہ بنا کر دوسری

طرف دیکھنے لگا۔

"جناب فیروز بخت صاحب ایک نظر ادھر بھی" عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "میں بھی اپنے ساتھ ایک بکاؤلی کو لئے پھرتا ہوں"

تنویر اور صفدر وغیرہ جولیا کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے۔

اور جولیا بھنا کر رہ گئی۔

"اور جناب فیروز صاحب ۔۔۔ گل بکاؤلی بھی اب ہمارے ساتھ ہے کیا سمجھے۔" عمران نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں ۔۔۔" وہ غرایا۔

"بس حد ہو گئی۔ ارے تم گل بکاؤلی کو نہیں جانتے پہچانتے۔ جناب گل بکاؤلی کو اندھے کی آنکھوں پر پھیرنے سے بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور دانائی بھی ۔۔۔ ٹھہرو میں ابھی بتاتا ہوں" عمران نے کہا اور جوزف پر نظریں ڈالیں۔

"ابے او کالے پہاڑ ۔۔۔ ادھر آ"

جوزف قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"مسٹر فیروز لخت لخت ۔ یہ گل بکاؤلی ہے" عمران جوزف کی طرف اشارہ کیا۔ "کہو تو یہ ابھی تمہاری غائب شدہ بینائی واپس کر دے۔"

وہ عمران کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھنے لگا

دوسرے لوگ ہنسنے لگے۔ لیکن جولیا بھنا کر بولی۔

"یہ بیہودگی ہے ۔۔۔ اس طرح ہمیں اپنا وقت برباد نہیں کرنا

چاہئے:

"محترمہ بکاؤلی صاحبہ" عمران تیزی سے اس سے مخاطب ہوا۔ "اس شہزادے کا نام کیا تھا جو چوری چھپے جنابہ کے ایوان میں داخل ہوا تھا؟"

"میں کہتی ہوں یہ کیا بکواس شروع کر رکھی ہے۔"

"یہ دنیا خود اپنی جگہ ایک بکواس ہے" عمران نے کہا اور پھر وہ اس فیروز کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں آپ کے نام سے بہت خوش ہوا۔ لخت لخت کیا پیارا نام ہے ارے بھئی لخت لخت صاحب کے ہاتھ فوراً کھول دو۔"

سب لوگ عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

کچھ دیر کے بعد اس کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔

"اب فیروز بخت صاحب کے اور ان کے ساتھی کے بھی کپڑے اتار لئے جائیں۔ صرف اوپری کپڑے"

"تم واقعی سنکی تو نہیں" فیروز بخت نے اسے شبہ کی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے مسٹر لخت لخت کہ داستانوں میں بڑے بڑے موڑ آتے ہیں۔ چپ چاپ کھڑے رہو۔ اور مزاحمت نہ کرو ورنہ میں تمہاری روح کسی بندر میں داخل کر دوں گا ۔۔۔ اور تمہارے ساتھی کو طوطا بنا دوں گا ۔۔۔ سمجھ گئے نا۔"

نتیجے میں جوزف ان کے سروں پر ڈٹ گیا اور کچھ دیر کے بعد ان کی پتلونوں کو چھوڑ کر ان کے اوپری جسم کو برہنہ کر دیا گیا۔

"آپ لوگ کچھ دبلے دبلے دکھائی دینے لگے۔ خیر یہ دبلا پن بھی چلے گا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔

ان دو کے علاوہ بقیہ لوگ بھی عمران کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ انکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر عمران کی اس حرکت کا مقصد کیا ہے۔

"بندہ پرور آپ کا نام کیا ہے۔" عمران نے فیروز کے ساتھی کو مخاطب کیا۔

"ظفر۔"

"صفر۔ یہ کوئی اچھا نام نہیں۔"

"ظفر۔" وہ دہاڑا۔

"اوہ۔ ظفر۔ لیکن تمہیں یہ نام نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ بہادر شاہ ظفر کے بعد یہ نام کسی کو زیب نہیں دیتا۔ تمہیں چاہیے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنا نام تبدیل کر کے ٹیپو سلطان رکھ لو۔ تمہاری شکل سلطان ٹیپو سے ملتی جلتی ہے۔ وہی گھٹی کھوپڑی ۔ وہی ۔"

لیکن ابلتے ہوئے قہقہوں نے عمران کو اپنا جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔

ادھر عمران نے اپنی جیب سے دو تعویز نکالے جن میں لوہے کی زنجیر لگی ہوئی تھی

"میں آپ دونوں کو یہ تعویز پہنانا چاہتا ہوں تاکہ برے وقت میں یہ تمہاری حفاظت کرتے رہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ انہیں تمہارے گلے میں نہیں پہنایا جائے گا کیونکہ آج کل لوگ کتوں کے گلے میں پٹوں کی جگہ زنجیریں پہنانے لگے ہیں۔ اس لئے انہیں آپ جیسے جیداروں کی کمر میں پہنایا جائے گا۔"

آس پاس پہرہ سخت تھا اور جوزف کی خونخوار نگاہیں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ چنانچہ وہ دونوں بے چون و چرا چپ چاپ کھڑے رہے اور اور وہ دونوں تعویز نما چھوٹے چھوٹے پیکٹ ان کے پیٹوں پر کس دیئے گئے۔

زنجیر کے دونوں سرے پیچھے کی طرف لا کر اس طرح کس دیئے گئے کہ زنجیر پوری ان کی جلد سے چپک گئی۔ اور اس میں انگلی تک داخل کرنے کی گنجائش نہیں۔

"اب آپ لوگ اپنے کپڑے پہن لیجئے۔ ویسے اطلاعاً عرض ہے کہ زنجیر لوہے کی نہیں بلکہ فولاد کی ہے۔ اور زنجیر میں جو چھوٹا سا قفل ہے اسے اس خاکسار کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کھول سکتا۔"

"اس حرکت کا مقصد۔" فیروز نے غراتے ہوئے کہا۔

"مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تم دونوں پوری طرح میرے تابع فرمان رہو۔ اگر تم نے میری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالا یا کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو یہ تعویز تمہارے جسموں کو تیمہ قیمہ کر دیں گے۔"

"دیکھو میں تمہیں ثبوت فراہم کرتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

پھر اس نے اپنی جیب سے ایک اور تعویز نکالا اور اسے ایک پتھر سے لپیٹ دیا۔ پتھر کافی بڑا تھا۔

"اسے اد شب تار کے بچے۔" عمران پلٹ کر دہاڑا۔ "کیا سب کام مجھے ہی کرنا پڑے گا۔ اس پتھر کو اٹھا اور چالیس قدم کے فاصلے پر لیجا کر رکھ دے۔"

پتھر بہت وزنی تھا۔ کم سے کم تیس کلو تو ہوگا ہی ــــ جوزف نے اسے اٹھا کر چالیس قدم کا فاصلہ طے کیا۔

پتھر رکھنے کے بعد وہ واپس لوٹ آیا۔

عمران اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے کھڑا تھا۔ جوزف کے لوٹ آنے پر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اس پتھر کو دیکھو ــ میں اسے بد دعا دوں گا اور تعویز پھٹ جائے گا۔"

ان دونوں کے علاوہ بقیہ لوگوں کی نگاہیں بھی اس پتھر پر جم گئیں

"برسوں سے ایک جگہ پڑے رہنے والے پتھر ــ آج میں تجھے بد دعا دیتا ہوں کہ تو پھٹ جا تا کہ ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو ــــ لے پھٹ جا۔"

اور اس کے ساتھ ہی ایک بھیانک دھماکہ ہوا ــــ سرخ اور نیلی روشنی کی لاتعداد کرنیں ایک ساتھ ابھریں اور غائب ہو گئیں البتہ وہ جگہ گہرے اور کثیف دھوئیں میں گھر گئی۔

جب دھواں چھٹا تو اس جگہ نہ وہ پتھر تھا اور نہ وہ تعویز۔ بلکہ اس جگہ ایک گہرا کھڈ پیدا ہو گیا تھا۔

وہ دونوں انتہائی خوفزدہ ہو کر عمران کی صورت دیکھ رہے تھے۔

وہ تعویز نما پیکٹ ایک جدید ساخت کا خطرناک بم تھا، اور اس پر نمبر درج تھے۔ اس پر تین کا ہندسہ درج تھا۔

جب وہ لوگ اس پتھر کی طرف دیکھ رہے تھے تو عمران نے اپنے دوسرے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا کانٹا ٹھیک تین پر لا کر روک

دیا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحہ وہ بھیانک دھماکہ ہوا تھا جس نے ان سب کے ہوش و حواس گم کر دیئے تھے۔

"دوستو ... تم نے دیکھ ہی لیا۔ اب اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا کہ میرے منہ سے ادھر بد دعا بلند ہوئی اور ادھر تم دونوں بوٹیوں میں تبدیل ہو کر بلند ہوئے سمجھ گئے۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو۔ ہم مرنا نہیں چاہتے۔" ظفر گھبرا کر بولا۔

"اب آئے راہ پر۔ آؤ میرے قریب اور میرا پروگرام سنو۔"

پھر عمران انہیں ایک طرف لے جا کر گفتگو کرتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ واپس ہوا تو پوری طرح مطمئن تھا۔

دوپہر کا وقت تھا۔

بیرام آباد ایئر پورٹ پر عوام کا بے پناہ ہجوم سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور بیک وقت وہ دونوں طیارے جن میں ایک کل اغوا کر کے لایا گیا تھا اور دوسرا یہاں تین گھنٹے قبل پہنچا تھا۔ بری طرح جل رہے تھے لمحہ بہ لمحہ آگ کی لپٹیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔

ان دونوں جلتے ہوئے طیاروں کو وہاں کی ٹیلی ویژن سروس پر بھی جلتے ہوئے دکھایا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ لاؤڈ اسپیکروں پر آوازیں نشر ہو رہی تھیں۔

"ہمیں انتہائی افسوس ہے کہ تمام حفاظت کے اقدامات کے باوجود ہماری کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ یہ دونوں طیارے ہمارے پڑوسی ملک

کے ہیں۔ ان میں سے ایک کو یہاں اغوا کر کے لایا گیا تھا اور دوسرا لندن سے روانہ ہو کر کشنیر جا رہا تھا۔ کشنیر جانے والے طیارے کو بھی البرقیہ تنظیم کے لوگوں نے اپنے قبضے میں کر رکھا تھا اور دونوں طیاروں میں البرقیہ تنظیم کے لوگ اب تک موجود ہیں۔ انہوں نے اپنی دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا دیا ہے جیسے آپ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔"

ایرو ڈرم ایک زبردست شور میں ڈوبا ہوا تھا۔ سینکڑوں لوگوں کی ملی جلی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

ایرو ڈرم کے میدان میں فائر بریگیڈ کی سرخ موٹریں متحرک تھیں اور ان گنت فائر مین آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔

آواز پھر اُبھر رہی تھی۔

"ہمارا فائر بریگیڈ پوری طرح متحرک ہے اور انتہائی خطرات مول لے کر اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اس آگ پر جلد از جلد قابو پا لیا جائے۔"

کچھ دیر کے بعد

شعلوں میں گھرے ہوئے ان طیاروں کے پیچھے سے ایک وین دوڑتی ہوئی کھلے میدان میں آ کھڑی ہوئی۔ عوام کی نظریں اس پر جم گئیں۔

پھر اسٹریچروں پر پڑے ہوئے جسم نظر آئے۔ ایک کے بعد ایک تین اسٹریچر۔

آواز پھر اُبھری۔

"ہمیں خوشی ہے کہ البرقیہ کے ان دونوں جوانوں کو بچا لیا گیا ہے جنہوں نے اس اگلے طیارے کو نذرِ آتش کر دیا تھا اور خود بھی موت کے قریب پہنچے جا رہے تھے۔ وہ دونوں شدید زخمی ہو گئے ہیں اور انہیں فوجی ہاسپٹل

روانہ کیا جا رہا ہے۔

اور تیسرے اسٹریچر کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس پر لیلیٰ شاہد ہیں بعد کے طیارے کو انہوں نے ہی اس ایرپورٹ پر روکا اور اس میں آگ لگا دی لیلیٰ شاہد بھی البرقیہ کی ایک جانباز کارکن ہیں۔ لیکن وہ خود بھی بڑی طرح جھلس گئی ہیں۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان تینوں مجاہدین کو زخمی حالت میں لے جایا جا رہا ہے۔ ان تینوں کو اس بڑی وین میں داخل کیا جا چکا ہے جو آپ کے سامنے ہے اور اب چل پڑی ہے۔ براہ کرم اس وین نما ایمبولینس کار کو آسانی سے گزرنے دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میں سے کسی کی مداخلت ان تینوں کو فوری طبی امداد سے محروم کر دے... شکریہ۔"

اس ایرپورٹ کی بالائی منزل پر چند آفیسروں کے ساتھ ہی لیلی شاہد اور جیمس بانڈ بھی کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

ان سے چند قدم کے فاصلے پر ہاشمی اور قریشی بھی تھے۔ اور ان کی نگاہیں بھی ان جلتے ہوئے طیاروں پر جمی ہوئی تھی۔

طیاروں کو آگ کی بھیانک لپیٹوں نے گھیر رکھا تھا اور فائر مین آگ پر قابو پانے کی کوشش کے باوجود بھی کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔

ہاشمی نے ایک آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی کے سے لہجے میں کہا

"جس انداز سے کوشش کی جا رہی ہے اسے دیکھتے ہوئے تو آگ پر قابو پایا جا سکتا تھا۔"

جواباً وہ فوجی آفیسر مسکرایا۔ اور پھر سرگوشی کے سے لہجے میں بولا۔

"وہ درمیانی پائپ دیکھ رہے ہو۔ اس میں پانی نہیں ہے۔"

پیٹرول کے چھوٹے ٹینک سے پیٹرول چھڑکا جا رہا۔ بقیہ دو پائپ پانی ہی بہ رہے ہیں"۔

"واقعی ..." وہ حیرت سے بولا۔

"جی ہاں۔ پانی اور پیٹرول دونوں اپنا کام کر رہے ہیں اور اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ طیاروں کا وجود خاکستر نہ ہو جائے"

پھر وہ لوگ اسی طرح سرگوشی کے سے انداز میں گفتگو کرتے رہے اس تیسری منزل کی چھت پہ ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔

دونوں طیاروں کو نذر آتش کئے جانے والے اس بد ترین حاد[ثے] کی خبر تمام دنیا میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

خبروں میں یہ بھی بتایا گیا کہ البرقیہ کے تینوں رکنوں کو حکومت نے سیاسی پناہ دیدی ہے اور وہ تینوں زیر علاج ہیں۔

ریڈیو کی خبروں کے حوالے سے یہ بھی کہا گیا کہ دونو[ں] طیاروں سے متعلق تمام مسافروں کو اور عملے کو حفاظت کے ساتھ ع[...] والے سیکٹر تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اور جہاں سے ان کی حکومت انہ[یں] واپس لے گئی ہے۔ ادھر ہماری حکومت کی جانب سے اس بدترین جرم اس سوچی سمجھی سازش کے خلاف حکومت سے سخت ترین احتجاج [کیا] گیا اور ان دونوں طیاروں کا نہ صرف معاوضہ طلب کیا گیا بلکہ اس پر ز[ور] دیا گیا کہ وہ البرقیہ سے متعلق ان مجرموں کو حکومت کے حوالے کر دے۔

ادھر تمام ملک کے سرکردہ لوگوں نے فوری طور پہ حکومت پہ دباؤ [ڈالا]

[کہ] وہ حکومت رنگولیا کے خلاف سخت ترین اقدامات کرے۔ اس کی اس [بدتر]ین حرکت کی سخت سے سخت سزا دی جائے۔

[اس] حادثے پر تمام قوم غم و غصہ کا شکار ہو گئی تھی اور ایسا ہونا یقیناً حق بجانب تھا۔

اور یہ بات بھی تمام دنیا اب اچھی طرح جان گئی تھی کہ اس سازش [میں] ... کی حکومت کا پورا پورا ہاتھ ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ [ان] طیاروں کو نہ لوٹایا جاسکتا ہو۔

یہ دنیا کا پہلا بدترین اور تخریبی واقعہ جو رنگولیا میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اور وہاں کی حکومت اپنی بے گناہی کا ڈھنڈورا پیٹ رہی تھی۔

رات بہت ٹھنڈی اور تاریک تھی۔

ایئرپورٹ سے سو میل دور رنگولیا کا ایک اہم ترین فوجی شہر۔ [س]رگودھا مکمل طور پر ایک فوجی شہر تھا جہاں سے ملک کے تمام فوجی [ن]ظام پر نظر رکھی جاتی تھی۔ اور کنٹرول رکھا جاتا تھا۔

[اس]ی سرگودھا پر ایک بہت بڑی سفید عمارت اس وقت پوری طرح [آب]اد تھی۔

[ہا]شمی۔ قریشی۔ لیلیٰ شاہد اور بالٹھ کو یہاں لے آیا گیا تھا اور انہیں [ا]سی عمارت میں ٹھہرایا گیا تھا۔ ان سب کے لئے خصوصی طور پر انتظامات کئے گئے تھے تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

ہاشمی اور قریشی ایک ہی کمرے میں ٹھہرے لیکن لیلیٰ شاہد ایک علیحدہ کمرے میں ۔ اور بانڈ اس کے قریب دوسرے کمرے میں ۔

عمارت کی چوتھی منزل پر وہ چاروں کمرے پاس پاس ہی تھے ان کے کمرے کے ٹھیک سامنے ہی ایک بڑا سا دروازہ اور تھا اور اس دروازے کے پیچھے ایک بہت بڑا ہال ۔

ہال اور ان چاروں کمروں کے درمیان خاصی کشادہ اور چوکور کھلی ہوئی جگہ تھی ۔

اس عمارت کے آس پاس دور دور تک فوجیوں کا سخت پہرہ تھا عمارت سے تقریباً ایک میل کی دوری پر دائروں کی شکل میں ایک ایک منزلہ مکانات بنے ہوئے تھے جو سب کے سب فوجی نوعیت کے تھے بہت سے کوارٹروں میں فوجی رہتے تھے اور بہت سے اسلحہ خانوں کا کام دیتے تھے ۔ لیکن اسلحہ خانوں کی بظاہر ایک منزلہ اونچی عمارتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں ۔ ان کی اہمیت ان معنوں میں تھی کہ ان کے اندر زیر زمین تعمیرات کا سلسلہ دور دور تک پھیلتا چلا گیا تھا ۔

اس عمارت سے شمال مشرق میں فوجی ایئرپورٹ بھی تھا جہاں بیک وقت کئی فوجی طیارے موجود رہتے تھے ۔

ہرگود کی حدود پہ قریب سے عوام کو گزرنے کی ممانعت تھی اور ہرگود کی حدود پر بھی سخت ترین پہرہ رہتا تھا ۔

عام استعمال میں آنے والی شاہراہ ہرگود کی شہری حدود سے تقریباً ایک میل کے فاصلے سے ہو کر گزرتی تھیں ۔

یہاں کے فوجی انتظامات اتنے سخت تھے کہ اجازت کے بغیر ادھر کسی کے آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی ۔

فوجی حکومت میں کب اور کس وقت کسے گولی کا نشانہ بنا دیا جائے ؟ اسے کون جانتا تھا ۔

عوام صرف اتنا جانتے تھے کہ پچھلے فوجی انقلاب کے بعد یہاں مارشل لا نافذ ہونے کے فوراً بعد کئی ایسے تاجروں کو گولی سے اڑا دیا گیا تھا جن کے خلاف بہت سے الزامات تھے ۔ لیکن ان میں سب سے زیادہ سنگین الزامات یہ تھے کہ ان تاجروں نے خود فوجیوں کو گھی کی جگہ گریس کھلا دیا تھا اور دوسری اشیاء میں بھی ملاوٹ کی بھرمار تھی ۔

رات کے دس بج رہے تھے ۔

اس ہال میں لیلیٰ شاہد ، جیمس بانڈ اور وہ دونوں فضائی قزاق موجود تھے ۔ وہ سب کے سب ابھی ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور اب وہ چاروں ہی سگریٹیں پی رہے تھے ۔

بانڈ کا چہرہ ایک دم سپاٹ تھا اور ہر طرح کے جذبات سے عاری تھا ۔ اسی وقت کمرے میں ایک فوجی آفیسر داخل ہوا ۔ اور ان سب کی نظریں آنے والے پر جم گئیں ۔

یہ ایک ملٹری آفیسر تھا ۔ اس نے مسکراتے ہوئے ان سب پر نظر ڈالی اور کہا ۔

گورنر صاحب اس وقت شدید مصروف ہیں اس لئے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ کل صبح ملاقات ہو سکے گی ۔

ٹھیک ہے ۔ ہم لوگ بھی آرام کرنا چاہتے ہیں ۔ ہاشمی نے کہا وہ آفیسر واپس چلا گیا ۔

مس لیلیٰ شاہد " ہاشمی نے کہا ۔ " آپ ہماری تنظیم میں کب سے کام کر رہی ہیں "

ابتدا سے ۔ لیلیٰ شاہد نے جواب دیا ۔

آپ حضرات میرے متعلق کچھ نہیں جانتے اور اس کے برعکس میں آپ کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں ۔ بانڈ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ظاہر ہے کہ آپ لندن جیسے ترقی یافتہ شہر میں رہتے ہیں اور ہمیں وہ سائنسی وسائل میسر نہیں جن کی وجہ سے ہم بھی پل پل کی خبر رکھ سکیں اس کے باوجود بھی میں آپ لوگوں کی جرأت اور حوصلہ مندی کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکوں گا "

شکریہ " وہ دونوں اپنی تعریف میں خوش ہو گئے ۔

اب اگلا پروگرام کیا ہے ۔؟ بانڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

یہ کل معلوم ہو سکے ۔ ویسے اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ ایک دو دن کے بعد عوام کی جانب سے ہمارا استقبال کیا جائے گا "

اچھی خبر ہے ۔ لیکن پڑوسی حکومت اور بھی چراغپا ہو جائے گی ممکن ہے کہ اس کے ایجنٹ یہاں موجود ہوں یا پہنچ چکے ہوں ۔ اس لیے احتیاط کی ضرورت ہے ۔

بانڈ کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی ۔

آپ نے خوب یاد دلایا ۔ ہاشمی مسکراتے ہوئے بولا ۔ ہمسایہ ملک نے اس طیارے کے اغوا کے فوراً بعد ہی تہران کے راستے میں ایجنٹ روانہ کیے تھے ۔

" اوہ ۔ تو میرا خیال غلط نہیں نکلا " بانڈ نے مصنوعی طور پر حیرت

اظہار کیا ۔

نہیں ۔ آپ کا خیال ٹھیک تھا ۔ لیکن وہاں کے ایک جاسوس نے انہیں طیارے کے کچھ دیر بعد ہی ٹھکانے لگا دیا "

لیکن یہ اطلاع آپ تک کیسے پہنچی "

گورنر صاحب نے ابھی شام کو بتایا بلکہ وہ تہران سے آئے ہوئے ان سیکرٹ ایجنٹوں کو آپ ہم سے ملوانے والے بھی تھے ۔ پتہ نہیں کن مصروفیات کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے "

ڈیئر لیلیٰ ۔ بانڈ نے لیلیٰ شاہد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

یس مسٹر ہاک "

یہاں پہنچ کر ہمارے اصولوں میں تبدیلی نہیں آنا چاہیے "

نہیں آئے گی ۔ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی مسکراتے ہوئے بولی ہم کھانے سے فارغ ہو چکے ہیں اسلئے چہل قدمی بھی ضروری ہے ۔

اوہ " وہ ہنستے ہوئے بولی ۔ میں واقعی بھول گئی تھی "

اپنی نشست سے اٹھ گئے ۔

اگر ارادہ ہو تو آپ لوگ بھی ساتھ دیجئے ۔ بانڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا

شکریہ مسٹر ہاک ۔ قریشی نے کہا " ہم لوگ بہت زیادہ محسوس کر رہے ہیں ۔ اس لئے اب آرام کریں گے "

گڈ نائٹ "

شب بخیر "

بانڈ اور لیلیٰ شاہد دونوں ہال سے باہر نکل آئے بانڈ کی نگاہیں سرسری سا جائزہ لینے لگیں اور پھر وہ ٹہلنے کے سے انداز میں ایک

طرف چل پڑا لیکن شاہد بھی خاموشی سے اس کا ساتھ دے رہی تھی

بانڈ اس عمارت کو اچھی طرح دیکھ لینا چاہتا تھا — اور یہ بھی چاہتا تھا کہ اپنے مشن کو جلد از جلد کامیاب بنا کر یہاں سے نکل لے۔ اس کے لئے بھی اُسے کچھ کرنا تھا ۔

وہ پر خیال انداز میں چلتا رہا —

کچھ دیر کے بعد وہ دونوں کھلی چھت پر آ گئے —

" یہاں سردی کے باوجود بھی ہمیں اتنی سردی محسوس نہیں ہو رہی " لیلیٰ نے بانڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا —

" اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ تمہاری اس قربت کی وجہ سے موسم اثر انداز نہیں ہو رہا "

تم بہت تیز ہو — ادھر کس لئے آؤ " وہ سرگوشی کے سے لہجے میں بولی ۔

" نیچے دیکھو — وہ کار سے اترنے والے کون ہو سکتے ہیں —؟ بانڈ کی نگاہیں نیچے جم کر رہ گیئں —

ان میں سے ایک کو میں پہچان رہی ہوں — وہ فن چی ہے — دوسرا آفیسر کون ہے — یہ نہیں کہا جا سکتا "

" یہ فن چی کون ہے — یہاں کا کوئی نیا عہدیدار — ؟ "

" نہیں — ویسے پہلے میں بھی یہی سمجھی تھی — لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اُسے فوجی مشوروں کے لئے یہاں بلایا گیا ہے ۔ وہ گوریلا جنگ کی تربیت کا انچارج ہے "

" آؤ " بانڈ نے مڑتے ہوئے کہا —

ہ دونوں پھر وہاں سے چل پڑے

اب کہاں کا ارادہ ہے — " لیلیٰ شاہد نے پوچھا —

اور تھوڑی دیر ٹہل لیں — اس طرح اس خوبصورت عمارت کو ی دیکھ لیں گے "

وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے تیسری منزل پر آ گئے —

ابھی وہ راہداری میں ہی تھے کہ وہ فوجی آفیسر اور فن چن دونوں امنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے —

ہیلو " فوجی آفیسر نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا —

ہیلو " بانڈ مسکراتے ہوئے بولا —

اس وقت آپ دونوں کہاں جا رہے ہیں —؟

ٹہل رہے ہیں — ابھی ابھی کھانے سے فارغ ہوئے ہیں "

لی شاہد بولی —

اور مسٹر ہاشمی اور قریشی کہاں ہیں — ؟ " فن چی نے پوچھا

وہ دونوں بہت زیادہ تھک گئے ہیں — اسلئے آرام کرنا چاہتے ہیں۔

او ہ آئی سی — فن چی نے گردن ہلائی — چلئے — وہ اس آفیسر ے مخاطب ہوا لیکن اس کی نگاہیں لیلیٰ شاہد پر جمی ہوئی تھیں —

اور وہ دونوں پلٹ کر پھر سے چل پڑے — ایک مرتبہ پھر فن چی ے لیلیٰ کی طرف دیکھا ان کے چلے جانے کے بعد بانڈ لیلیٰ شاہد کے اتھ ٹہلتا ہوا تیسری منزل کی چھت پر آ گیا ۔

کچھ دیر کے بعد وہ دونوں پھر دکھائی دیئے جو تیزی سے چل کر جیپ میں بیٹھ گئے — جیپ ایک طرف چل پڑی ۔

بانڈ اس وقت تک اس جیپ کو دیکھتا رہا جب تک کہ وہ ایک رک نہیں گئی ۔

"یہاں کیا کھڑے ہوئے ہو ۔۔ اب چلو بھی " لیلیٰ شاہد السٹر کے کالر کھڑے کرتے ہوئے بولی ۔

چلو ۔۔ بانڈ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا

نہیں ۔۔ وہ پلٹ کر اسکی گرفت سے نکل گئی ۔

بانڈ مسکرا دیا ۔۔

پھر وہ دونوں جلد ہی اپنے اپنے کمروں کے قریب پہنچ گئے

آؤ ۔۔ بانڈ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا ۔

لیلیٰ شاہد نے اس کی آنکھوں میں جھانکا ۔

ابھی نیند نہ تمہیں آ رہی ہے اور نہ مجھے " بانڈ کا لہجہ مدھم

پھر بانڈ نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو

یہ وہ کمرہ تھا جس میں بانڈ مقیم تھا اور لیلیٰ شاہد اس کے برابر کے کمرے میں مقیم تھی ۔

بانڈ نے کمرے میں داخل ہونے کے بعد دروازہ اندر سے بند

کچھ دیر کے بعد وہ دونوں نشستوں پر بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے

اپنے اپنے دو پیالے خالی کر دینے کے بعد بانڈ اٹھا اور لیلیٰ شاہد کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا ۔

"میں تمہاری عادتوں سے واقف ہوں ۔۔ وہ اپنی بھنویں تانتے ہوئے بولی ۔

"تم جتنی خوبصورت ہو اتنی ہی تیز بھی " بانڈ نے پھر سے پیالوں

میں شراب انڈیلی ۔۔

"تم کیا یہ سمجھ رہے تھے کہ میں خالص مشرقی لڑکی ہوں "

"نہیں بے بی "

"میں بے بی نہیں ہوں ۔۔ مجھے چھیڑنے کی کوشش نہ کرو ۔

بانڈ نے شراب کا پیالہ اس کی طرف بڑھا دیا ۔۔

ان دونوں نے خاموش رہ کر تیسرے پیالے کو بھی خالی کر دیا ۔

"میں تمہارے ایک زبردست خطرہ محسوس کر رہا ہوں "

"کیسا خطرہ ۔۔ وہ چونک کر بولی

"فن چی ۔۔ وہ بڑی للچائی ہوئی نگاہوں سے تمہیں دیکھ رہا تھا ۔۔ کہیں وہ رات کے کسی حصے میں تمہیں اٹھوا نہ لے "

"ایسا نہیں ہو سکتا "

"تم جانو ۔۔ بانڈ نے شانے اچکائے ۔۔ اس کے تیور کچھ ایسے ہی تھے

لیلیٰ شاہد خاموش ہو کر اس کی آنکھوں میں گھورنے لگی ۔

بانڈ نے اچانک اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا ۔

"اچھا ہو اگر یہ رات تم میرے کمرے میں ہی گذار دو " بانڈ نے کہا اس کی نیت واقعی خراب تھی ۔۔ لیلیٰ شاہد فکرمند لہجے میں بولی " لیکن ۔۔"

اس کا جملہ پورا نہیں ہو سکا ۔ بانڈ کا چہرہ اس کے چہرے پر چلا گیا ۔۔ اور پھر بانڈ کے ہونٹ اس کے خوبصورت نرم نرم ہونٹوں پر جم گئے ۔

چند لمحات کے بعد بانڈ نے کہا ۔۔

بالفرض اگر ایسا ہوا تو تم کیا کرو گی ۔؟" کیا تم فن چی کو پسند کرو گی
میں اُسے ختم کر دوں گی۔ چینیوں سے مجھے سخت نفرت ہے۔"
خیر تم میرے کمرے میں پوری طرح محفوظ ہو گی ۔ پھر اگر ضرورت
پڑی تو میں خود اُس سے نپٹ لوں گا۔"

پھر بانڈ نے اُسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا لیا ۔ وہ کسمائی لیکن زیادہ مزاحمت نہیں کی ۔

کچھ دیر کے بعد کمرے کی لائٹ آف ہو گئی ۔

اندھیرے میں وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے تھے ۔ بانڈ اُسے پوری طرح اپنی گرفت میں لیئے ہوئے تھا ۔ اور لیلیٰ شاہد اس کی گرم جوشیوں میں برابر کی شریک تھی ۔

وہی رات تھی، وہی عمارت اور وہی وقت ۔

سفر کے بقیہ حصّے میں ظفر اور فیروز نے یہ بھی اُگل دیا تھا کہ وہ دونوں پر پاکستان کے انٹیلی جینس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور پچھلے ایک سال سے تہیران میں رہ کر کام کرتے آرہے ہیں ۔

عمران نے ان دونوں کو اس درجہ خوف زدہ کر رکھا تھا کہ وہ پوری طرح راہ راست پر آ چکے تھے ۔ اور ہر قیمت پر زندہ رہنا چاہتے تھے ۔

ہرگود پہنچنے پر ان کا وہ فوجی ہیلی کوپٹر فوجی ایئرپورٹ پر ہی اُترا تھا ۔ اور ان دونوں نے وہاں کے انچارج کو یہی بتایا تھا کہ یہ بقیہ لوگ ان کی تہیران برانچ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور ان لوگوں کی

مدد سے ان ایجنٹوں کو ختم کیا جا سکا جو یہاں آنے والے تھے ۔

اس کے بعد ان لوگوں کو بھی اسی عمارت کی دوسری منزل پر ٹھہرا دیا گیا تھا ۔

وہ لوگ عمارت کے جن تین کمروں میں ٹھہرائے گئے تھے وہ ایک سے ملحق تھے اور عمران نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا تھا ۔

رات دس بجے وہ سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تھے ۔ کھانا اُنہوں نے اپنے کمروں میں ہی کھایا تھا اور اس کے بعد وہ لوگ اپنے کمروں سے باہر نہیں نکلے تھے ۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں نے چائے طلب کی تھی اور عمران نے ظفر اور فیروز کی طرف چائے بڑھاتے وقت ان کے کپوں میں ایک ایک گولی اس ترکیب سے ڈال دی تھی کہ انہیں خبر بھی نہ ہو سکی ۔ نتیجے میں کچھ ہی دیر کے بعد وہ لوگ غافل ہو گئے اور گہری نیند سو گئے

اور جب رات کے ٹھیک بارہ بجے تو عمران نے فیروز اور ظفر پر سب کی نگاہیں عمران پر جمی ہوئی تھیں ۔

ہمارے دو ساتھی تو انٹا غفیل ہو گئے ۔ عمران نے فیروز اور ظفر پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا ۔

پھر حرکت میں آنے کا ارادہ ہے ۔؟" صفدر نے سرگوشی کے سے لہجے میں پوچھا ۔

حرکت سے برکت ہے" عمران نے احمقانہ انداز میں سر کھجاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر جوزف ۔ جو لیا ۔ اور صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ۔ تشریف لے چلئے ۔ اللہ نے چاہا تو تمام دکھ درد دور ہو جائیں گے "

کہاں ۔؟ کیا تم نے پروگرام سیٹ کرلیا ہے ۔؟"

آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا ۔ یہ ناہنجار اس ہاتھ لے اور اس ہاتھ دے کے اصول پر ناپسند ۔ اور ۔ کاربند ۔ کار فرما رہتا ہے ۔ اٹھو "

جولیا اور صفدر اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ جوزف اب بھی بیٹھا ہوا پی رہا تھا ۔ عمران کی درخواست پر تین بوتلیں یہاں پہنچا دی گئی تھیں عمران نے جھنا کر جوزف کی طرف دیکھا اور زہریلے لہجے میں پھنکارا ۔

ابے او چڑیل کی اولاد ۔ یہ آب حیات کب تک پیتا رہے گا ۔؟

ایک گھونٹ اور ۔ جوزف نے سُرخ سُرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا ابے تجھے دیکھ دیکھ کر میں اپنی قسمت کو روتا ہوں ۔ جب سے تو میرے پلے پڑا ہے ۔ کہیں سے کوئی ۔ پیغام ہی نہیں آتا ۔ میں کہتا ہوں اُٹھ جا ۔ اگر دنیا سے نہیں اُٹھ سکتا تو اپنی نشست سے ہی اُٹھ جا ۔ مگر اُٹھ جا ۔ عمران چلچلا کر بولا جوزف اپنے دانت نکالتا ہوا اُٹھ بیٹھا

خاور اپنی نشست سے اٹھ کر عمران کے قریب آگیا ۔

اور ہم لوگوں کو کیا کرنا ہوگا ۔ اس کا لہجہ رازدارانہ تھا ۔

جواباً عمران نے اپنی ایک آنکھ دبا دی ۔

یہ کیا حماقت ہے ۔ خاور بھنا گیا ۔

ان دونوں پر نظر رکھو اور اگر حالات خطرناک ہوں تو ٹرانسمیٹر پر مطلع کر دینا میں اس عمارت کو چیک کرنا چاہتا ہوں اور ذرا تفریح بھی ۔ پھر وہ تنویر ۔ چوہان اور خاور کو وہیں چھوڑ کر جوزف جولیا اور صفدر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا ۔

راہداری نیم تاریک تھی ۔ اور ماحول ایک پُراسرار ویرانی میں ڈوبا را تھا ۔ ایک عجیب طرح کی دہشت تمام ماحول پر چھائی ہوئی تھی ۔

ان میں سے ہر ایک جانتا تھا کہ وہ جس ماحول میں آپھنسے ہیں اور کچھ کرنے جا رہے ہیں وہ انہیں کسی بھی وقت موت کی وادی میں دھکیل سکتا تھا ۔

وہ لوگ بے آواز قدموں سے تیزی سے راہداری طے کرنے لگے ۔ اور جب وہ راہداری کے آخری سرے پر پہنچنے جا رہے تھے تو انہیں کسی فوجی کے بھاری قدموں کی آواز سنائی دینے لگی ۔

کوئی اپنے بھاری قدموں سے چلتا ہوا ادھر ہی آرہا تھا ۔ ان سب کے دل دھک دھک کرنے لگے ۔ انہیں بے دریغ گولی ماری جا سکتی تھی یہ بات وہ بخوبی جانتے تھے ۔

عمران نے ہاتھ کے اشارے سے ان سب کو دیوار سے چپک جانے کے لئے کہا ۔ جوزف ۔ جولیا اور صفدر تیزی سے دیوار سے چپک گئے اور عمران گنگناتا ہوا ادھر ہی بڑھنے لگا ۔ جدھر سے آواز قریب ہوتی جا رہی تھی ۔

یہ راہداری کا موڑ تھا ۔ یہاں پہنچتے ہی عمران کی نظر اُس فوجی پر پڑ گئی جو اپنے شانے پر رائفل لٹکائے ہوئے ادھر ہی آرہا تھا ۔

اس کی نظر جیسے ہی عمران پر پڑی اس نے فوراً رائفل اپنے شانے سے اتار لی ۔

"سلام علیکم" عمران نے بڑے ادب سے اُسے سلام کیا ۔

"آپ اپنے کمرے سے باہر نکلے ۔؟" وہ غرایا ۔ اور اس نے رائفل کی سنگین سے عمران کو کور کیا ۔

"میں آپ ہی کو دیکھنے جا رہا تھا ۔ ؟" عمران نے ہکلاتے ہوئے۔

"کیوں ۔ ؟" اس نے مشکوک نگاہوں سے عمران کی طرف۔

"میرے ایک ساتھی نے بہت زیادہ شراب پی لی ہے۔ اور اب کی حالت بہت خراب ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کو پیارا ہو جا۔

"پھر کیا چاہتے ہیں آپ ۔ ؟"

"فوری طبی امداد ۔ ؟"

"پہلے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں ۔"

"نیکی اور پوچھ ۔ آیئے تشریف لایئے ۔ اللہ آپ کو اس تعا اور ہمدردی کے لیئے دن دونی رات چوگنی ترقی دے ۔"

عمران تیزی سے پلٹا اور واپس ادھر ہی چل پڑا جدھر سے وہ آ تھا۔ فوجی اپنی سنگین تانے اس کے پیچھے چل پڑا ۔

"ہپ ۔" عمران نے زور سے اپنی گردن پر ہاتھ مارا ۔

"کیا ہوا ۔ ؟" فوجی نے چونک کر پوچھا ۔

ہپ ۔ عمران نے دوسرا زوردار ہاتھ اپنے کان پر پڑا ۔ پھر تیسرا گردن پر ۔ اور اس کے بعد وہ باقاعدہ طور پر اپنی پٹائی کرنے لگا ۔

یہ کیا ہو رہا ہے ۔ وہ چونک پڑا ۔ اور حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگا ۔

عمران دوہراتا ہوتا ہوا چلا جا رہا تھا اور اس کے ہاتھ برق رفتاری کے ساتھ اپنی پٹائی آپ کر رہے تھے ۔

مک ۔ مکھ ۔ شہد کی مکھی ۔ اُف ۔ ہپ ۔ ہپ ۔ ہپ ۔"

عمران اپنی اس گردان کے ساتھ فوجی کے نہ صرف قریب ہو گیا

بلکہ اس کا رُخ بھی ادھر ہی ہو گیا ۔

پھر اچانک عمران اچھلا اور گرتے وقت اس کی دونوں ٹانگیں چل گیئں عمران کا یہ حملہ پوری طرح غیر متوقع تھا ۔ وہ فوجی لڑکھڑا کر چاروں شانے چت فرش پر آگرا ۔ اور رائیفل بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی ۔

اسی وقت جولیا ۔ صفدر اور جوزف تیزی سے نکل کر سامنے آگئے صفدر کے ریوالور کا رُخ اس فوجی کی طرف تھا جو اپنی پلکیں جھپکا رہا تھا ۔

پھر جب اس کی آنکھوں کے آگے سے اُڑتی ہوئی چنگاریاں معدوم ہو گیئں تو اُسے وہ ریوالور نظر آیا جس کا رُخ اس کے سینے کی طرف تھا ۔

خاموشی سے تشریف لے چلیئے ۔ ؟" عمران نے رائیفل کی سنگین سے اشارہ کیا ۔

فوجی پوری طرح سے ان میں گھر چکا تھا ۔ اُسے اُٹھنا پڑا اور پھر وہ خاموشی کے ساتھ ان کے کمرے میں آگیا ۔

وہ سب لوگ اسے گھیر کر اپنے کمرے میں لائے تھے ۔ تنویر ۔ چوہان اور خاور بھی عمران کی اس حرکت پر چونکے بغیر نہیں رہے تھے ۔

جناب فوجدار صاحب ۔" عمران اس کے قریب ہو کر غرایا ۔ اب دو صورتیں ہیں ۔ یا اپنی پیاری زندگی سے ہاتھ دھو لو ۔ یا ہم جو معلوم کریں اس کے ٹھیک ٹھیک جوابات دیتے جاؤ ۔"

تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ۔ ؟" وہ غرایا ۔

جملے ختم ہوتے ہی جوزف نے ایک زوردار گھونسہ اس کے جبڑے پر دے مارا ۔ غراتا ہے ۔" وہ آنکھیں نکال کر بولا ۔

فوجی اپنا جبڑا سہلا رہا تھا ۔

طیاروں کو اغوا کرنے والوں کو یہاں کن کمروں میں ٹھہرایا گیا ہے۔
ہمیں شک ہے کہ تم دشمنوں سے ملے ہوئے ہو۔ اس لئے ہمیں انہیں چیک کرنا ہے "

تم ہماری حکومت کے جاسوس ہو۔ ذمہ دار آفیسر۔" وہ غرایا
اور پھر بھی میرے ساتھ یہ سلوک "

ملک و قوم کی حفاظت کے لئے سب کچھ کیا جا سکتا ہے اگر اطلاعات غلط نکلیں تو ہم اُن لوگوں کو شوٹ کرادیں گے اور تم سے معافی مانگ لیں گے " عمران نے کہا۔

وہ چاروں چوتھی منزل کے کمرہ نمبر ۱۸ سے ۲۱ تک میں ٹھہرے ہوئے ہیں "

" اور ان دونوں طیاروں کا کیا ہوا — ؟ "

" یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے — ؟ " وہ پھر غرایا۔

میں ملک دشمن لوگوں کو فوراً گولی مار دوں " عمران نے غضبناک ہو کر کہا۔

" میں ملک دشمن نہیں ہوں "

" تم نے دونوں طیاروں کے متعلق کسی سے کچھ کہا تھا۔ یاد کرو۔ اور جھوٹ بولنے سے گریز کرو ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا "

" میں نے اپنے ساتھیوں سے صرف اتنا کہا تھا کہ ان دونوں طیاروں کو حفاظت کے ساتھ یہاں ایئرپورٹ پر لے آیا گیا ہے "

یہ بات بھی تمہیں اپنے ساتھیوں سے نہیں کہنا چاہیئے تھی — اب مجھے ان لوگوں کو چیک کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہی تمہارے خلاف اطلاعات بھیجی ہیں "

کیا —! وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

اب میں ان لوگوں کو ہی چیک کرنے جا رہا ہوں — اگر تمہارا بیان [illegible] ہے تو انہیں تمہارے ہاتھوں ہی سزا دلوائی جائے گی۔

عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پھر کہا۔ اچھا دوست تم اپنا یونیفارم [illegible] اور ان کے کپڑے پہن لو " عمران نے خاور کی طرف اشارہ [illegible] کہا۔

[illegible] ایسا کیوں — ؟ "

[illegible] ضروری سوالات سے گریز کرو۔ جاؤ۔ اس کمرے میں اور تم بھی۔

[illegible] اور وہ فوجی دونوں قریب کے کمرے میں داخل ہو گئے — اور [illegible] کے بعد وہ دونوں ہی باہر نکل آئے —

[illegible] پوری طرح اس فوجی کی جگہ لے چکا تھا۔

[illegible] حلق بہت سوکھ رہا ہے " عمران نے اس فوجی کی طرف [illegible] کہا۔

[illegible] پیاس لگ رہی ہے "

[illegible] پانی پلاؤ "

[illegible] نے آگے بڑھ کر پانی سے بھرا ہوا گلاس اس کی طرف بڑھا دیا۔
[illegible] ایک ہی سانس میں پی گیا۔

عمران نے پہلے ہی اس میں ایک ساتھ دو عدد گولیاں ڈال دی تھیں [illegible] راحت کے مزے لیتا رہے۔

تم ان پر نظر رکھو گے۔ ہم جلد ہی واپس آئیں گے — عمران نے تنویر

سے کہا۔

اور پھر سے وہ لوگ واپس کمرے سے باہر نکل آئے اور بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے چوتھی منزل کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران ان سب سے آگے تھا۔ عمران کے پیچھے خاور اپنے فوجی میں رائفل سنبھالے چل رہا تھا اور اس کے پیچھے بقیہ لوگ۔

جیسے ہی وہ چوتھی منزل کے کھلے ہوئے حصے میں داخل ہوئے۔ انہ وہاں خون کے دھبے دکھائی دیئے جس پر انہیں چونکنا پڑا۔

عمران نے وہیں ٹھہر کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر کمرہ نم اٹھارہ کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

کمرے کے اندر مدھم روشنی ہو رہی تھی کیونکہ روشندان سے روشنی پھوٹتی دکھائی دے رہی تھی۔

عمران نے احتیاط سے دروازے کو چیک کیا دروازہ اندر تھا۔ تم لوگ بقیہ تینوں کمروں کے سامنے پہنچ جاؤ۔ عمران کے سے لہجے میں کہا اور جولیا۔ خاور۔ صفدر آگے بڑھ کر بقیہ تینوں کے دروازوں پر پہنچ گئے۔

عمران نے احتیاط کے ساتھ وہ ماسٹر کی دروازے کے اندر کی داخل کی اور ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ قفل کھل گیا۔

عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر جھانک کر دیکھ اور قریشی گہری نیند میں ڈوبے ہوئے تھے

عمران جوزف کو اشارہ کیا اشارہ کا مقصد یہی تھا کہ جوزف داخل ہو کر ان پر نظر رکھے۔

جوزف نے گردن ہلائی اور بے آواز قدموں سے تیزی سے کمرے کے اندر داخل ہوا۔ ابھی وہ کمرے کے وسط میں نہیں پہنچا تھا کہ اچانک کھٹ کی ایک آواز ہوئی اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جوزف کمرے میں معلق ہو کر لٹک رہا تھا۔

عمران پردے کی آڑ سے اندر جھانک رہا تھا۔

جوزف کے معلق ہونے کے فوراً بعد ہی ہاشمی اور قریشی اپنے اپنے بستروں سے اٹھ بیٹھے۔

"غنیمت ہوا کہ ہم جاگ رہے تھے اور میجر کی بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کر لیا۔ ورنہ یہ آدمی شاید ہمیں ختم کرنے ہی آیا تھا۔" قریشی نے جوزف پر نظریں ڈالتے ہوئے ہاشمی سے کہا۔

وہ دونوں آگے بڑھے اور جوزف کے ٹھیک نیچے آکر کھڑے ہو گئے

وہ بہت ہی باریک نائیلون تاروں کا بنا ہوا ایک جال تھا۔ جو اس طرح فرش پر پھیلا ہوا تھا جو کہ دکھائی نہ دے سکے۔ کھٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اس جال نے نہ صرف جوزف کو اوپر کی طرف اچھال دیا تھا بلکہ جوزف کے واپس گرتے ہی اُسے پوری طرح سے جکڑ لیا تھا۔ اور جوزف دوسرے ہی لمحے ایک گول مٹول کپڑے کی گٹھری کی طرح لٹک رہا تھا۔

عمران اس پُراسرار حادثے پر چونک ہی پڑا تھا۔ بلکہ پردے کی آڑ سے کمرے کا بھی معائنہ کر رہا تھا اور اس کا دماغ بھی تیزی سے سوچ رہا تھا جہاں وہ جال بچھا ہوا تھا وہاں فرنیچر وغیرہ نہیں تھا۔ اور جوزف کے اوپر اسے ٹمٹماتے ہوئے تارے دکھائی دے رہے تھے۔

کیا یہ بنا چھت کا کمرہ ہے۔؟ عمران نے خود سے سوال کیا۔ لیکن

تھوڑے لمحے بعد یہ سمجھ سکا کہ اس کمرے کی اونچی چھت ہی عجیب بناوٹ کی بنی ہوئی ہے۔ اور دیکھنے میں ایسا لگ رہا ہے جیسے جوزف کو ہوا میں لٹکا دیا گیا ہو۔

عمران پردے کی آڑ سے نکل کر کمرے میں داخل ہو گیا اور اس نے غراتے ہوئے کہا۔

اسے اسی وقت نیچے اتارو۔ ورنہ میں تمہیں ختم کرتا ہوں۔ میں دس تک گنتی گنوں گا اور اس کے بعد تم لوگ خون میں لت پت ہو کر تڑپ رہے ہو گے۔

ہاشمی اور قریشی چونک پڑے۔ اور پھر عمران کا بھیانک چہرہ دیکھ کر ہاشمی تیزی سے مسہری کی طرف لپکا مسہری کے نزدیک پہنچ کر کسی سوئچ کو دبا دیا۔ کھٹ کی آواز ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ جال پھیلتا ہوا واپس نیچے فرش کی طرف آگیا۔ جال پھر اسی طرح فرش پر پھیل چکا تھا۔

اب اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔ عمران نے انہیں للکارا۔

ادھر جوزف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھا۔ اور ان دونوں کی گردنیں دبوچ لیں۔

تم لوگ خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو گے۔ عمران ان کے قریب پہنچ کر غرایا۔ انہیں اپنے منہ میں ڈال لو۔ جلدی کرو۔

اپنے منہ کھولو۔" جوزف نے غراتے ہوئے ان کی گردنوں میں آہنی انگلیاں دھنسا دیں اور وہ لوگ کراہتے ہوئے اپنے اپنے منہ کھولنے پر مجبور ہو گئے۔

عمران نے ایک ایک کیپسول ان کے منہ میں ڈال دیا۔

ذرا جلدی جلدی چوسو۔ مرو گے نہیں"۔ عمران نے دیدے نکالتے ہوئے کہا۔ ادھر جوزف نے پھر انگلیوں کا دباؤ سخت کر دیا۔

وہ دونوں متوحش ہو کر انہیں چوسنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

چند لمحات کے بعد عمران نے پوچھا۔

"چوس لئے"

جواباً انہوں نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ چند گھنٹوں تک نہ تو بات ہی کر سکتے ہو اور نہ اپنے بچاؤ کے لیے کوئی حرکت۔ صرف تماشا دیکھتے رہو گے۔ چلو اب ہمارے ساتھ اگلا تماشہ دیکھنے"

وہ دونوں انتہائی نروس ہو کر بھیگی ہوئی بلی کی طرح ان کے ساتھ چل پڑے جب وہ دونوں انہیں لئے ہوئے باہر آئے تو وہاں انہیں صرف جولیا ملی۔

"خیریت ۔؟ عمران نے پوچھا۔

اس کمرے میں ایک فوجی کی لاش پڑی ہوئی ہے اور کمرہ خالی ہے۔ وہ بائیں والے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

اسی وقت خاور اور صفدر دو کمرے سے باہر نکلے

یہ کمرہ بھی خالی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

لیکن تیسرے کمرے سے خاور اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لئے ہوئے باہر نکلا۔ وہ تینوں وہی سیاسی لیڈر تھے جنہیں دوسرے طیارے سے اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا۔

جیمس بانڈ لیلیٰ شاہد کے خوبصورت۔ سڈول اور پرشباب جسم سے کھیلنے کے بعد باتھ روم میں داخل ہو گیا تھا۔

ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد وہ لیلیٰ شاہد کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے تیار کر چکا تھا۔

وہ جیمس بانڈ پر اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہو چکی تھی جسمانی قربت نے اُسے جیمس بانڈ کا دیوانہ بنا دیا تھا۔

بانڈ اُسے لیئے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔ باہر اُسے ایک فوجی دکھائی دیا جس کی پشت بانڈ کی طرف تھی۔ وہ بیڑی یا سگریٹ سلگا رہا تھا بانڈ نے بے آواز قدموں سے اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اور وہ ابھی اس کی قربت سے واقف بھی نہیں ہوا تھا کہ بانڈ نے پیچھے سے اس کا شانہ تھپتھپایا۔ وہ چونک کر پلٹا اور بانڈ نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ ڈال دیا۔

دوسرے ہی لمحے میں بانڈ نے اس کی گردن اپنی کہنی کے درمیان لا کر پوری قوت سے جکڑ لی۔ وہ چیخ بھی نہ سکا۔

لیکن فوجی پھر بھی جاندار تھا۔ اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے رائفل کی سنگین سے بانڈ کو ختم کرنے کی ایک شدید اور بھرپور کوشش کی۔

بانڈ کا دوسرا ہاتھ اس کے رائفل والے ہاتھ پر تیزی سے پڑا اس کے بعد موت اور زندگی کی ایک خطرناک ترین کشمکش شروع ہو گئی

لیکن تیسرے منٹ میں وہی سنگین اس فوجی کے پہلو میں گھس گئی۔ وہ اپنی پوری طاقت سے تڑپا لیکن نہ تو وہ بانڈ کی گرفت سے اپنی گردن چھڑا سکا اور نہ اس کے حلق سے کوئی چیخ ہی اُبھر سکی۔

پھر بانڈ نے ایک ہاتھ سے رائفل سنبھال لی اور دوسرے ہاتھ سے اُسے گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے میں لے آیا۔

اس نے اس فوجی کی لاش کو باتھ روم میں چھپا دیا اور لیلیٰ شاہد کو ساتھ لے کر تیزی سے نیچے آیا۔

عمارت کی بقیہ منزلوں پر انہیں صرف ایک فوجی دکھائی دیا تھا لیکن وہ راہداری کی نیم تاریکی کا فائدہ اٹھا کر نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

عمارت کے صدر دروازے پر پہنچ کر انہیں وہاں بیک وقت پانچ فوجی نظر آئے۔ وہ سب کے سب تیزی سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی اپنی رائفلوں کو سنبھال لیا۔

"کیوں ہمیں نہیں پہچانتے کیا۔" لیلیٰ شاہد نے مسکراتے ہوئے تیزی تیزی سے پوچھا۔

"جانتے تو ہیں لیکن۔"

"ہم تم لوگوں کو اغوا کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی وہ پانچوں فوجی بھی ہنسنے لگے۔

"ہمیں کرنل فن چی سے فوراً ملنا ہے۔ وہ ہم سے ملنے کے لئے آئے تھے لیکن ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔" بانڈ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

" ہم آپ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ اور آپ پر کسی طرح کا شک جانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا " اس گارڈ کا انچارج مسکراتے ہوئے بولا "

شکریہ۔ ہم سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ ہمیں یہاں کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوگی " بانڈ نے کہا۔

وہ دونوں صدر دروازے سے باہر نکل آئے اور اندھیرے میں ہی چل پڑے۔ جدھر وہ جیپ گئی تھی۔

چاندنی رات نہیں تھی۔ اس لئے دور تک گہرا اندھیرا پھیلا تھا۔ کہیں کہیں فاصلے پر الیکٹرک پول ضرور موجود تھے۔ لیکن ان جگمگاتے ہوئے بلب آج تاریکی کا شکار تھے۔

کیونکہ یہاں کی فوجی حکومت نے آج رات سے یہاں ہرگود میں بلیک آؤٹ شروع کر دیا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس اچانک با آؤٹ کا مقصد کیا تھا۔ ریڈیو پر صرف اتنا نشر کیا گیا تھا کہ بچاؤ کے لئے اور حفاظتی انتظامات کے پیش نظر ایسا کیا جا رہا اور بانڈ اس بلیک آؤٹ کا پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا آخر

مجھے بتاؤ کہ تم چاہتے کیا ہو۔ لیلیٰ شاہد نے پوچھا۔

میں کوئی ایسی حرکت کرنا نہیں چاہتا جس سے تمہاری پوزیشن حرف آئے۔ بس دیکھتی رہو۔ بانڈ نے سرگوشی کے سے لہجے میں

پھر وہ دونوں خاموش رہ کر بے آواز قدموں سے چلتے اس گہری تاریکی میں انہیں قدم قدم پر خطرات کا سامنا تھا۔ اپنی دانست میں بچتا بچاتا اور لیلیٰ شاہد کا ہاتھ تھامے ہوئے تیز

سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

بہت دیر کے بعد انہیں ایک عمارت کی کھڑکیوں سے مدھم سی روشنی جھانکتی ہوئی دکھائی دی۔

وہ دونوں جیسے جیسے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ عمارت کی روشنی قریب ہوتی جا رہی تھی اور واضح بھی۔

بانڈ اس عمارت سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اور توجہ سے اس عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

لیلیٰ شاہد دوسری طرف چونک کر دیکھ رہی تھی۔ دور کہیں گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور کبھی بھیانک قسم کے دھماکوں کے ساتھ ہی روشنیاں بھی ابھر کر ڈوبتی دکھائی دینے لگتیں۔

" یہ ادھر کیا ہو رہا ہے " اس نے سرگوشی کے سے لہجے میں بانڈ سے پوچھا۔ اس بلیک آؤٹ میں جنگی مشق "

" اوہ "

" کون ہے۔؟ اسی وقت کسی فوجی کی آواز کچھ فاصلے پر سنائی دی۔

بانڈ لیلیٰ شاہد کو لئے ہوئے تیزی سے اس جگہ سے ہٹ گیا۔

" کون ہے۔؟ فوجی نے پھر للکار کر پوچھا۔

لیکن وہ فوجی بھی اندھیرے میں ہی تھا۔ اور زیادہ دور نہیں۔ نہ وہ بانڈ کو دکھائی دے رہا تھا اور نہ بانڈ وغیرہ اسے دکھائی دے رہے تھے۔

بانڈ نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور آہستہ آہستہ جھکے جھکے اس آواز کی طرف بڑھنے لگا۔

بولو۔ ورنہ گولی چلاتا ہوں " فوجی کی آواز پھر ابھری۔

لیکن اس وقت تک بانڈ . . . . اس کے قریب پہنچ چکا
بانڈ ایکدم تیزی سے کھڑا ہوا اور پھر اس نے اپنے سائیلنسر لگے ہوئے ریا
سے فائر کر دیا۔

اندازے کے مطابق کیا گیا فائر کامیاب ہوا ۔ ایک گھٹی ہوئی چ
ساتھ کسی کے گرنے کی آواز اُبھری ۔

"یہ تم نے کیا کیا ۔؟" لیلیٰ شاہد گھبرا گئی

"ٹھیک ہی کیا ۔ ورنہ وہ ہم دونوں کو ختم کر دیتا"

عمران نے تیزی سے وہ کمرے خالی کر دیئے جن میں وہ اس
ساتھیوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔

عمران اب نچلی منزلوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا اس کے
ہاشمی اور قریشی بھی تھے۔ ان دو کے علاوہ وہ تینوں کشنری رہنما بھی
جن کو اختصار کے ساتھ عمران نے صورت حال سے خبردار کر دیا تھا۔

اس طرح ان لوگوں کا ایک مختصر سا قافلہ دشمنوں سے گھرے ہوئے
ماحول میں اپنے مشن کی کامیابی کے لئے کوشاں تھا ۔ موت اور زندگی
کی کشمکش ان کے سامنے تھی۔

راہداری میں ان کا ٹکراؤ کسی سے نہیں ہوا ۔ اور وہ لوگ عمارت
کی نچلی اور آخری راہداری طے کرنے لگے اس کے بعد انہیں صدر دروازے
پر پہنچنا تھا۔

اس مرتبہ خاور سب سے آگے چل رہا تھا اور اس کے چہرے پر

لاشہ قدرے جھکا ہوا بھی تھا جس سے کہ اُسے آسانی سے نہیں پہچانا جا سکے۔
لیکن اس کے چلنے کا انداز خالص فوجیوں کا سا ہی تھا ۔ وہ اپنے بھاری
قدموں کے ساتھ چلتا رہا اور اس کے پیچھے بقیہ لوگ ۔

وہ پانچوں فوجی پھر سے چونک کر ان لوگوں کی طرف دیکھنے لگے ۔

یہ سب لوگ ان کے قریب پہنچ گئے۔

ان سب کی نگاہیں خاور پر نہیں بلکہ ان سب لوگوں کے چہروں پر
جم گئیں ۔

"آپ لوگ اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں ۔" عمران نے سختی سے پوچھا۔
"کیا آپ لوگ ہمیں نہیں پہچانتے"

"پہچانتے ہیں جناب" گارڈ انچارج تیزی سے بولا۔ لیکن یہ قصہ
کیا ہے۔ ابھی مس لیلیٰ شاہد اور مسٹر لاک بھی باہر گئے ہیں اور اس کے بعد
آپ بھی۔ جبکہ ہمیں ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی تھی کہ آپ لوگ رات کے اس
حصے میں باہر جائیں گے۔

"گڈ" عمران نے تعریفی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔ "ہم تمہاری اس مستعدی پر بہت خوش ہوئے۔ لیکن یاد رکھو کہ
فوجی سیکرٹیس کا آپ لوگوں کو بتایا جانا ضروری نہیں"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب لیکن"

"بقیہ باتیں بعد میں پہلے یہ بتاؤ کہ مس لیلیٰ شاہد اور مسٹر لاک یہاں
کس جگہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں"

"نہیں جناب ۔ وہ لوگ کرنل فن جی کے بنگلے کی طرف گئے ہیں ۔"
"تو ہم لوگ لیٹ ہو گئے" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے

وہ ہمارا کب تک انتظار کرتے رہتے ۔ جبکہ ان کا اور ہمارا وہاں پہنچنا ضروری تھا ۔ عمران نے ہاشمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کوئی خاص بات جناب ۔ ؟ انچارج نے پوچھا ۔

ان تینوں کو ایک خفیہ جگہ پر منتقل کرنا ہے " عمران نے ان تینوں سیاسی لیڈروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ اور ایک اہم مشورہ بھی کیا جاتا ہے ۔ اسی لئے ہمیں یہاں سے جانا پڑ رہا ہے "

" اوہ " وہ کچھ سوچنے لگا ۔

" یہاں کوئی جیپ وغیرہ موجود ہوگی جو ہمیں وہاں تک چھوڑ آئے " عمران نے پوچھا ۔

" ایک فوجی ٹرک موجود ہے "

" یہ اور بھی اچھی بات ہے "

" لیکن جناب ۔ مجبوری یہ ہے کہ ہم اعلیٰ حکام کے حکم کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے ۔

" کمال ہے " عمران نے شانے اچکائے ۔ ہم لوگوں سے کہا گیا تھا کہ ہمارے ان مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی جائے گی "

عمران کا اشارہ ہاشمی اور قریشی کی طرف تھا ۔

میں تو خیر آپ لوگوں میں سے ہی ہوں " عمران بولا ۔ پیدل بھی جا سکتا ہوں لیکن ہمارے ان قومی مہمانوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک پر آپ لوگوں کے ساتھ سخت بازپرس کی جائے گی "

عمران کا یہ حربہ انچارج پر اثر انداز ہوا اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ۔

کیوں بھئی تم لوگوں کا کیا خیال ہے ۔ ؟ "

ان میں سے ایک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا " آپ انچارج ہیں خود ہی کوئی فیصلہ کر لیجئے ۔ ورنہ مفت میں کورٹ مارشل ہوتا پھرے گا "

اسی وقت عمران نے اشارہ کیا ۔ اور وہ سب لوگ ان پر ٹوٹ پڑے یہ مجموعی اور کارگر حملہ ان لوگوں کے لئے یقینی طور پر غیر متوقع تھا ۔

جوزف نے بیک وقت دو کو اپنی سخت گرفت میں لے لیا اور خاور نے رائفل کے کندوں سے ان کے سر سہلا دیئے ۔ نتیجے میں وہ لوگ پوری طرح اپنے ہوش و حواس سے محروم ہو گئے ۔ پھر بھی جوزف نے ان کے سروں کو ایک دوسرے سے ٹکرا ہی دیا ۔ اور پھر انہیں ایک طرف ڈھکیل دیا ۔

اس انچارج کو عمران نے ٹھوکروں پر لے رکھا تھا اور بقیہ دو کے لئے تنویر ۔ چوہان ۔ صفدر اور جوزف کافی تھے ۔

چند لمحات کے بعد ان دو کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا ۔

" کہو پیارے تمہارا کیا ارادہ ہے ۔ جنت کی سیر کرو گے یا جہنم کی " عمران نے اس انچارج سے پوچھا جو فرش پہ پڑا ہوا تھا ۔ اور اس کے پھٹے ہوئے ہونٹوں سے خون رس رہا تھا

کہو تو تمہیں یہیں ختم کر دیں اور اپنی راہ لیں ۔

نہیں " وہ بدحواس ہو کر بولا ۔

اچھا تو کھڑے ہو جاؤ ۔ اور ہمارے ساتھ چلو ۔ وہ کھڑا ہو گیا ان بے ہوش لوگوں کو بھی اس ٹرک میں ڈال لو " عمران تیزی سے بولا ۔

صدر دروازے سے باہر ہی شیڈ میں ٹرک کھڑا ہوا تھا ۔

ان چاروں کو جلدی جلدی اس میں ڈال دیا گیا۔

اب سب لوگ اس میں بیٹھ جائیں۔ مسٹر صفدر تم میرے ساتھ اگلی نشست پر بیٹھو گے۔

پھر بقیہ لوگ ٹرک کے پچھلے حصے میں جا بیٹھے۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اور صفدر نے اس انچارج کو بھی آگے بٹھا لیا اب یہ الگ بات ہے کہ اس کے پہلو میں ریوالور لگا ہوا تھا اور وہ اپنے آپ کو پوری طرح ان لوگوں کے رحم و کرم پر سمجھنے کے لئے مجبور ہو۔

عمران نے ٹرک کی لائٹس آن نہیں کیں۔ اور وہ اسے اندازے کے مطابق اس طرف لے چلا جدھر یہاں کا فوجی ایئرپورٹ تھا۔

ہیلی کوپٹر سے اترنے کے بعد اس نے وہاں کا جائزہ بھی لیا تھا اور راستے کو بھی ذہن نشین کر لیا تھا۔

جیمس بانڈ نے اس فوجی کو ختم کر دیا تھا۔ جو وہاں موجود رہ کر ان کی موجودگی سے باخبر ہو گیا تھا۔

اُسے ختم کر دینے کے بعد وہ لیلیٰ شاہد کو لئے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کا رُخ اس ہٹ نما عمارت کی طرف ہی تھا۔

عمارت کے پورچ کا بلب بھی روشن نہیں تھا۔ صرف روشن دانوں سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔

تمام ماحول پُراسرار اور بھیانک تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیلیٰ شاہد کا جسم ایک انجانے خوف کی وجہ سے کانپنے لگا تھا۔ لیکن بانڈ نے اسے

میں ذہنی اور جسمانی طور پر متاثر اور مغلوب کر رکھا تھا۔ اس کے پیش نظر وہ اس کا ساتھ دینے پر مجبور تھی جبکہ وہ خود بھی یہ نہیں جانتی تھی کہ بانڈ کا مشن کیا ہے۔ اور وہ اُسے ساتھ رکھ کر کیا چاہتا ہے۔

بانڈ اُسے لئے ہوئے پورچ میں پہنچا۔ اور پھر اس نے آس پاس کا تیزی سے جائزہ لیا۔

چند لمحات کے بعد اس نے دروازے کو ہلکے سے اندر کی طرف دھکیلا لیکن دروازہ بند تھا۔

بانڈ کے لئے یہ کوئی خاص دشوار گزار مرحلہ نہیں تھا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک پتلا سا سگریٹ کیس نکالا۔ اور اس کے ایک بٹن کو دبایا سگریٹ کیس کے ایک حصے سے لَو اُبھر آئی۔ پھر وہی لو اس دروازے کے کی ہول کے قریب ہو گئی۔

بانڈ نے جھک کر دھیرے سے اس لو کو پھونکا اور وہ ترچھی ہو کر کی ہول سے ٹکرائی۔ دوسرے ہی لمحے میں دروازے میں ایک بڑا سا خلا پیدا ہو گیا اور بانڈ نے سگریٹ کیس واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔

لیلیٰ شاہد یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

بانڈ نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولنے سے پہلے وہ اندر جھانک کر دیکھ چکا تھا۔ لیکن دروازے کے پیچھے ایک دبیز قسم کا پردہ جھول رہا تھا۔

وہ لیلیٰ شاہد کو لئے ہوئے دروازے میں جھولتے ہوئے پردے کے قریب پہنچ گیا اور آہستہ سے پردہ سرکا کر اندر جھانکا۔

کمرے میں مدھم روشنی تھی لیکن کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا

وہ دونوں تیزی سے کمرے میں داخل ہو گئے۔

بانڈ کی نگاہیں تیزی سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر اس کی نگاہیں کمرے میں لگی ہوئی فن چی کی تصویر پر جم گئیں۔ اس تصویر میں اس کے ساتھ ہی ایک چینی عورت بھی موجود تھی۔

شاید وہ اس کی بیوی رہی ہو۔

بانڈ کو حیرت اس پر تھی کہ کمرہ کے اندر روشنی ہو رہی تھی اور کمرے میں کوئی موجود بھی نہیں تھا۔

ابھی وہ اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک سامنے کی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی سی تصویر میں حرکت پیدا ہوئی۔

بانڈ اسے لئے ہوئے واپس پردے کے پیچھے آ کھڑا ہوا البتہ وہ اس پوزیشن میں کھڑا تھا۔ کہ ادھر آسانی سے دیکھ سکے۔

وہ دیوار گیر بڑی سی تصویر آہستہ آہستہ ایک طرف سرکتی جا رہی تھی چند لمحات کے بعد اس جگہ دروازہ نما خلا پیدا ہو گیا۔ پھر اس میں سے پہلے ایک فوجی نکلا اور اس کے بعد فن چی۔

وہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے ہوئے برآمد ہوئے تھے۔ اور پھر نہایت اطمینان سے چلتے ہوئے کمرے کے درمیانی صوفوں پر آ بیٹھے۔

مسٹر فن چی۔ واقعی آپ کی ذہانت کی داد دینا پڑے گی۔ آفیسر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جب آپ کی حکومت نے استدعا کی اور مجھے یہاں پہنچایا گیا تھا تو میں بھی یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس میں مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن شکر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

میرے پروگرام اپنی نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں

واقعی ۔ ایک تیر سے دو شکار کرنے کا محاورہ آپ نے صادق کر دکھایا ورنہ یہاں پہلے عام انتخابات کے بعد سیاسی صورت حال بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔"

یقیناً " فن چی نے پیگ میں شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔ آپ کے یہاں دو سیاسی پارٹیاں نمایاں اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوئی ہیں اور اس کے باوجود بھی انہیں اقتدار منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ اب آپ کی حکومت آسانی سے صورت حال پر کنٹرول کر سکتی ہے۔

ایسا ہی ہو گا ۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلیک آؤٹ شروع کیا جا چکا ہے۔ اور جنگی مشق بھی۔ دو چار دن میں یہاں کے عوام کو یہ یقین دلایا جائے گا کہ ہمسایہ ملک کے دونوں طیاروں کے اغوا کے بعد اور انہیں نذر آتش کئے جانے کے بعد صورت حال ایک دم بگڑ گئی ہے۔ اور ہمسایہ ملک ہمارے ملک پر حملہ کرنے والا ہے ۔ آفیسر نے ٹھہرتے ہوئے کہا۔

ادھر کل صبح سے ہماری فوجیں بھی حرکت میں آ جائیں گی۔ اور ہماری سرحدوں پر جمع ہوتی لگیں گی۔ اور اس کے بعد " آفیسر نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔

" اور اس کے بعد" فن چی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے بعد پھر آپ کی فوجی حکومت فورس میں آ جائے گی۔ فرمان جاری کر دیا جائے گا کہ جنگ چھڑ جانے کے قوی امکانات ہیں۔ اس لئے ابھی نہ نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو سکتا ہے اور نہ سیاسی رہنماؤں کو اقتدار ہی منتقل کیا جا سکتا ہے۔"

" مسٹر فن جی — آفیسر نے گہری سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" واقعی آپ عظیم ہیں۔ ہماری حکومت عام انتخابات کے بعد سے بدستور یہ سوچ رہی تھی کہ ان انتخابات کو کیسے بے اثر کر دیا جائے۔ اور حکومت کی باگ ڈور کس طرح بدستور فوجی ہاتھوں میں ہی رہے۔ مگر آپ نے اس اُلجھن کو لیڈروں کے اغواء کے ذریعہ اس طرح سلجھا دیا جس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا جاتا ہے "

مسٹر حفیظ " فن جی نے شان بے نیازی کے ساتھ کہا۔ یہ ایک معمولی سی بات نہیں تھی۔ لیکن میری صلاحیتوں نے شطرنج کی بازی ہی اُلٹ کر رکھ دی۔ ویسے آپ لوگوں کو پتہ نہیں کہ ویت نام میں امریکیوں کو جو زبردست نقصانات برداشت کرنا پڑ رہے ہیں جو کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد بھی نیچا دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ جانتے ہو۔؟

نہیں "

یہی وہ دماغ ہے — فن جی نے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس جنگ کی آدھی بازی میری جمائی ہوئی ہے "

اوہ — یور آر ویری گریٹ مسٹر فن جی "

" یقیناً میں عظیم ہوں — اسی لئے مجھے کامریڈ دی گریٹ کہا جاتا ہے اور لطف کی بات یہ " وہ سگار سلگانے لگا۔

آفیسر کی نگاہیں فن جی پر جمی ہوئی تھیں۔

فن جی نے کہا

امریکی حکومت یہ جان کر بھی کہ میں ویت نام میں پوری طرح حاوی ہوں۔ اور اس کا ہر حملہ پسپا کرا دیتا ہوں " وہ کوشش کے

باوجود بھی مجھے پسپا نہیں کر سکی — یعنی میرے پروگرام ناکام نہیں بنا سکی مجھے گرفتار کرنے یا ختم کر دینے کی بات تو دور رہی۔

میں ایک مرتبہ پھر آپ کی عظمت کا اعتراف کرتا ہوں "

ٹھیک ہے — وہ گردن ہلاتے ہوئے بولا۔ میں آپ کی فوج کو بھی جلد ہی اس قابل کر دوں گا۔ کہ وہ ہمسایہ ملک سے نہ صرف ٹکرا سکے بلکہ اُسے پسپا بھی کر دے "

مسٹر فن جی — اچانک بانڈ پردے سے نکل کر سامنے آگیا۔

اور وہ دونوں ہی بُری طرح چونک پڑے۔

تم " وہ غرایا۔

ان کے سامنے جیمس بانڈ اور لیلیٰ شاہد دونوں ہی تھے —

کیا نام ہے تمہارا — لاک — تم لوگ یہاں کیسے آئے " وہ خونخوار نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بھی تیزی سے ہولسٹر کی طرف لپکا۔

لیکن اسی وقت بانڈ کے ریوالور سے تیزی سے ایک فائر ہوا اور فن جی اپنا دہی ہاتھ دباتا ہوا چیخ کر اچھل پڑا۔

ادھر آفیسر نے اپنا ریوالور نکال لیا تھا اور پلٹ کر بانڈ پر فائر کرنے ہی جا رہا تھا کہ بانڈ کی گولی اس کی کنپٹی میں سوراخ کر گئی۔

مجھے پہچانا مسٹر فن جی — بانڈ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

تم — تم کون ہو " وہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔

جیمس بانڈ — برٹش سیکریٹ ایجنٹ 007 — امریکہ نے مجھے تمہاری مذمت کے لئے ادھر [illegible] لیا ہے۔

باںڈ — وہ آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

ہاں — باںڈ۔ تم جیسے ذلیلوں کی موت "

تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے — وہ غرایا اور اس کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آنے ہی والا تھا کہ باںڈ نے پھر ایک فائر کیا۔

یہ گولی اس کا دوسرا ہاتھ بھی بیکار کر گئی —

وہ دہشت زدہ ہو گیا۔ اور پاگلوں کی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے دیکھنے لگا۔

گھبراؤ نہیں — تم مرو گے نہیں۔ البتہ تمہاری دونوں ہتھیلیوں کے سوراخ ہاتھ ضرور بیکار کر چکے ہیں "

پھر باںڈ آگے بڑھا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اسکے قریب پہنچ گیا — فن چی اسے قریب آتے ہوئے دیکھ کر پیچھے سرکنے کی کوشش کرنے لگا — لیکن باںڈ نے جھک کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور ایک تیز جھٹکے کے ساتھ اسے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

اب میں تمہیں اس طرح یہاں سے لے جانا چاہتا ہوں کہ نہ یہاں کی حکومت کو اور نہ تمہاری حکومت کو یہ علم ہو سکے کہ تم کہاں گئے تمہارا کیا حشر ہوا "

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا — وہ پاگلوں کی طرح چلایا —

اگر اب تمہارے حلق سے یہ منحوس آواز ابھری تو میں تمہارا ٹینٹوا دبا دوں گا — بولو مرنا چاہتے ہو "

نہیں —

تو پھر خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔

تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو —؟

لندن —! "

پھر حکومت امریکہ کے حوالے کر دو گے —؟

یہ میری حکومت جانے — میرا مشن صرف اتنا ہی تھا کہ یا تو تمہیں ختم کر دوں یا — پھر زندہ گرفتار کر کے اپنی حکومت کے حوالے کر دوں "

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے باںڈ کو دیکھ رہا تھا — اور اس کی ہتھیلیوں سے خون ٹپک رہا تھا —

آؤ — اپنے دونوں ہاتھ اپنے جیب میں ڈال لو — اور میرے ساتھ چپ چاپ چلو "

باںڈ اس کی تلاشی لیتے ہوئے کہہ رہا تھا

اور یاد رکھنا کہ اگر تم نے میری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا تو میں تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی کاٹ کر تمہیں انتہائی بے رحمی کے ساتھ ختم کر دوں گا شاید تم اپنے ایک ایجنٹ ہون چی کا حشر نہیں بھولے ہو گے "

ہون چی کا نام سن کر وہ کانپ گیا —

مس لیلیٰ شاہد — باںڈ نے اس پر نظر ڈالی — اب تمہیں میرے مشن کی نوعیت معلوم ہو ہی گئی ہے۔ تم اس عمارت سے میرے ساتھ نکل کر یہاں بھی آئی ہو۔ میری روانگی کے بعد تم پر یہاں کی حکومت کو یہ یقین ہو جائے گا کہ یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے اور یہاں کی حکومت اپنی پوزیشن بچانے کے لیے تمہیں چینی حکومت کے حوالے کر دے گی "

یہ تم کیا کہہ رہے ہو باںڈ — لیلیٰ شاہد کی آنکھیں بھی خوف د

دہشت سے پھیل گئیں۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔ ان حالات میں تمہیں اس سازش کا سرغنہ قرار دیا جائے گا۔"

"تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔" وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر چلائی۔

"چلاؤ مت۔ چیخ و پکار سے کچھ نہیں ہونا۔ ویسے میں نے دھوکہ نہیں دیا ہے۔ محض اپنے مشن کی کامیابی کے لئے تمہیں ایک ذریعہ البتہ بنانا پڑا۔"

"بانڈ۔" وہ نروس لہجے میں بولی۔

"میں آخری مرتبہ تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم میرا ساتھ دینے پر تیار ہو یا نہیں۔ نہیں کی صورت میں تمہیں یہاں رہنا پڑے گا۔ اور اس کے بعد یہاں کی حکومت تمہیں چین کے حوالے کر دے گی اور چینی لوگ فن چی کا انتقام تمہاری ایک ایک بوٹی سے لیں گے۔"

"نہیں۔" وہ گھبرا کر بولی۔ اس کا سرخ و سپید چہرہ ایکدم پیلا پڑ گیا تھا۔

"پھر تم بھی میرا ساتھ دو۔ میں یہاں سے فوراً نکل لینا چاہتا ہوں۔ اگر میں یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں محفوظ طریقے پر لندن لے چلوں گا اور حکومت برطانیہ تمہیں تمہارے اس تعاون کے لئے ضرور نوازے گی۔"

"تم وعدہ کرتے ہو۔"

"وعدہ۔ تمہیں آئندہ مجھ سے کوئی شکایت بھی نہ ہو گی۔ چلو"

پھر وہ دونوں فن چی کو کور کئے ہوئے وہاں سے چل پڑے۔

اس فوجی ٹرک کو عمران ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور اس ٹرک میں سوار سبھی لوگ اپنی اپنی زندگی کی خیر منا رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عمران نے اس ٹرک کی ہیڈ لائٹس آن نہیں کی تھیں اور وہ محض اندازے کے مطابق اسے تیزی سے دوڑا رہا تھا۔

"رفتار کم کرو۔ کہیں کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے۔" صفدر نے کہا۔

"رفتار کم کرنے پر اگر کوئی حادثہ پیش آ گیا تو پھر کیا کرو گے۔ اس حالت میں یہاں سے سیدھے جہنم آباد کا ٹکٹ کاٹ دیا جائے گا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر بھی۔"

"تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ارے جناب میں نے اچھے اچھوں کے دماغ خراب کر دیئے ہیں۔ بس یہ آخری معرکہ اور انجام دے دوں۔ خدا نے چاہا اور کامیابی نے قدم چوم لئے تو پھر دیکھنا۔ پاکستان کے تمام حکام کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اور وہ میرے نام پر دامن پھیلا پھیلا کر دعاؤں کا ڈھیر لگا دیں گے۔"

"بہتر ہے کہ تم خاموشی سے ڈرائیو کرتے رہو۔"

"کیا مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا جو میں نے تمہارے منہ لگنا شروع کر دیا۔ خدا کسی کو کسی کے منہ نہ لگائے۔ اور ان جراثیموں سے محفوظ رکھے جو منہ لگنے پر ایک دوسرے کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔"

"چپ بھی ہو جاؤ۔" صفدر جھنجھلایا۔

ارے تو میں کوئی لڑاکا عورت ہوں کیا "

میں کب کہہ رہا ہوں "

تمہارے تیور تو کچھ ایسے ہی ہیں

میں حالات کے پیش نظر یہ بات کہہ رہا ہوں "

اور میرے پیش نظر کیا ہے ۔؟ گدھے کی دم یا لنگور کی صورت جہنم میں جاؤ "

تنہا نہیں جاؤں گا۔ تمہیں بھی میرا ساتھ دینا پڑے گا "

کبھی منہ سے نکلا ہوا سچ بھی ہو جاتا ہے " درمیان میں بیٹھا ہوا انچارج غرایا ۔

جناب کے بھی پر نکل آئے ۔ کوئی بات نہیں ۔ تم پھر بھی نہیں اُڑ سکتے ۔ اُڑنے سے پہلے میں تمہارے پر کتر دوں گا ۔

ہم کہاں چل رہے ہیں ۔ ؟" صفدر نے پوچھا ۔ کیونکہ اُسے سامنے بہت ہلکی ہلکی سبز روشنی دکھائی دے رہی تھی

کوہ قاف ۔ جہاں پریاں نہیں تو دیو ہمارا استقبال کر سکتے ہیں ۔

عمران کی نظریں بھی سامنے ہی جمی ہوئی تھیں ۔

صفدر خاموش ہو گیا ۔

اور کچھ ۔ ؟" عمران نے پوچھا ۔ بولتے رہو صفدر صاحب "

اپنے کام سے کام رکھو "

بڑا گھسا پٹا جملہ ہے ۔ اکثر مواقع پر تم اسے دوہراتے رہے ہو ویسے تمہاری خوشی کے لئے میں خاموش ہوا جاتا ہوں ورنہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ یہیں کھلے میں بیٹھ کر دو دو چونچیں ہو جائیں "!

جناب صفدر صاحب ۔ عمران نے چند لمحات کے بعد پھر کہا ۔ اب ہم سراندیپ سے گزر کر کوہ قاف کی حدود میں داخل ہونے جا رہے ہیں ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے اس حوالدار کو سمجھا دو کہ یہ ہماری ہاں میں ہاں ملاتا رہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سب سے پہلے تم اسے گولی مار دینا پھر دوسروں کو بھی ۔ کیونکہ ہمیں ہر قیمت پر یہاں سے نکل جانا ہے "

ٹھیک ہے ۔ میں تیار ہوں ۔ صفدر نے ریوالور کا دباؤ درمیان میں بیٹھے ہوئے شخص کے پہلو میں بڑھاتے ہوئے کہا ۔ تم سمجھ گئے ۔

ہاں "

بس تم بھی کہنا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ۔ انہیں اس کی اجازت دی گئی ہے "

تقریباً دس منٹ کے بعد وہ سرگودھا کے آرمی ایئرپورٹ کی حدود میں داخل ہو گئے ۔

عمران نے ٹرک کو لے جا کر اُن طیاروں سے کچھ فاصلے پر کھڑا کر دیا ۔ جو قطار میں دور دور کھڑے ہوئے تھے ۔

ٹرک رُکنے کے فوراً بعد ہی ایک جیپ ان کے پیچھے سے نکل کر عمران کی طرف آئی اور رک گئی ۔

ہینڈز اپ "

عمران چونک پڑا ۔ جیپ میں سے ایک ریوالور اس کی طرف تنا ہوا دکھائی دے رہا تھا ۔ جو اس کے سامنے سے گزر کر اُسے کور کر چکا تھا ۔ وہ جیمس بانڈ تھا ۔ اور اس کے سامنے فن چی بیٹھا ہوا تھا ۔

خاموشی سے نیچے اتر آؤ ۔ بانڈ نے غراتے ہوئے کہا ۔

مجھے امید تھی ۔ عمران نے نروس لہجے میں کہا ۔ کوئی بلی ضرور راستہ کاٹے گی ۔

پھر عمران نے ٹرک کا انجن بند کر کے اس کی کنجی اپنی جیب میں ڈالی اور ٹرک کا دروازہ کھولا ۔

پھر اس نے ایک زبردست خطرہ مول لے لیا ۔

وہ ریوالور کی زد پر تھا اور اُسے سیدھے نیچے اُتر آنا تھا لیکن عمران نے نیچے اُترتے اُترتے ایک دم فن چی پر چھلانگ لگا دی ۔

عمران کی یہ چھلانگ توقع سے زیادہ کامیاب رہی اور فن چی سے ٹکراتا ہوا بانڈ سے ٹکرایا

بانڈ جیپ سے باہر گرا اور گرتے گرتے اس نے عمران کو بھی گھسیٹ لیا تاریکی میں وہ لوگ سایوں کی طرح لگ رہے تھے ۔

زمین پر گرتے ہی وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے ۔ کبھی عمران اوپر اور کبھی بانڈ اوپر ۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو رگیدتے ہوئے جیپ کے سامنے آگئے ۔ فن چی جو سنبھل کر بیٹھ چکا تھا اس نے بمشکل تمام اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس جیپ کے اسٹیرنگ پر جمانے چاہے ۔ اس کا ارادہ ان دونوں کو کچل دینا تھا ۔

خبردار جو تم نے حرکت کی ۔ صفدر اندر سے ہی غرایا ۔ اور وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک کر رہ گیا ۔ اسی وقت جولیا اور چوہان ٹرک سے کود کر جیپ تک پہنچ چکے تھے ۔ انھوں نے فن چی کو ریوالوروں سے کور کر لیا ادھر بانڈ اور عمران دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ اور ایک دوسرے

سے گتھ چکے تھے ۔

اچانک بانڈ نے عمران کو اُچھال دیا ۔ اور وہ کئی قدم دور جا گرا ۔

بانڈ نے اُسے سنبھلنے کی مہلت نہیں دی اور اچھل کر اس کے سینے پر جا گرا ۔

عمران نے پلٹنے کی کوشش کی لیکن وہ بانڈ کی گرفت میں آگیا اور بانڈ کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لینے میں کامیاب ہو گئے ۔

مگر وہ بھی عمران تھا ۔ ادھر بانڈ نے اس کی گردن اپنی گرفت میں لی اور ادھر عمران کا نچلا جسم اچھلا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں بانڈ کی گردن عمران کی ٹانگوں میں پھنس گئی ۔

ادھر بانڈ اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ اور اُدھر عمران نے نہ صرف اس کی گردن دبالی تھی بلکہ اپنی ٹانگوں کی مدد سے اسے پیچھے کی طرف لے جا رہا تھا ۔

چوہان نے چاہا کہ بڑھ کر فائر کر دے ۔ لیکن ایک تو اندھیرا ہی اتنا تھا کہ وہ دونوں سایوں سے زیادہ واضح نہیں تھے ۔ دوسرے فائر کیا جانا خطرے سے خالی بھی نہیں تھا ۔

گولی بانڈ کے بھی لگ سکتی تھی اور عمران کے بھی ۔

بہرحال ادھر عمران نے بانڈ کی گردن کو کافی پیچھے کھینچ کر تان دیا تھا اور اپنی گردن اس کی گرفت سے آزاد کرالی تھی ۔

جیسے ہی بانڈ کی گرفت عمران کی گردن پر ڈھیلی پڑی ۔ اور وہ پیچھے کی طرف جانے لگا ۔ اس نے ایک تیز اور بھرپور کروٹ لی ۔

بانڈ کی یہ حرکت غیر متوقع بھرپور اور بڑی پھرتیلی تھی ۔ نتیجے میں عمران بھی اس کے ساتھ ہی لڑھکتا چلا گیا ۔ اور اس لڑھکنے میں عمران

کی ٹانگوں کی گرفت سے بانڈ کی گردن آزاد ہو گئی ۔

اچانک صفدر نے چونک کر سامنے دیکھا اور جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا ۔

سامنے دیکھو ۔ شاید چار چھ سائے ادھر بڑھتے آ رہے ہیں لیکن ادھر طیارے کھڑے ہوئے ہیں گولی نہیں چلائی جا سکتی ۔ جولیا تیزی سے بولی ۔

اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں ۔ چوہان نے تیزی سے کہا اور پھر وہ ادھر ہی بڑھتا چلا گیا ۔

بانڈ اور عمران اب بھی ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے اور اب ایک دوسرے پر گھونسے برسا رہے تھے ۔

اچانک عمران نے ایک بھرپور گھونسہ بانڈ کے جبڑے پر رسید کیا ۔ بانڈ لڑکھڑاتا ہوا کچھ دور تک چلا گیا ۔ اور اسی وقت عمران نے ایک پھرتیلی چھلانگ لگا کر بانڈ کے سینے پر ایک زوردار لک رسید کی ۔

بانڈ اور کئی قدم پیچھے سرکتا چلا گیا ۔

عمران نے دوسری چھلانگ پھر لگائی اور بانڈ نے تیزی سے بیٹھتے ہوئے اس کا یہ وار نہ صرف خالی جانے دیا بلکہ پلٹ کر عمران کی کمر پکڑ لی ۔

تم ہو کون " بانڈ نے عمران کو جکڑتے ہوئے کہا ۔

اور اگر یہی سوال میں تم سے پوچھوں تو "

مجھے تمہاری آواز کچھ جانی پہچانی لگ رہی ہے " بانڈ نے تیزی سے کہا

یقیناً لگ رہی ہوگی ۔ تم شاید تھک گئے ہو ۔ عمران نے

اچک کر اپنا سر بانڈ کے منہ پر مارا

اور بانڈ اپنا چہرہ بچانے میں عمران کو اپنی گرفت سے کھو بیٹھا عمران پلٹ کر اس کے سامنے آ چکا تھا ۔

ٹھہرو ۔ عمران ہاتھ اٹھاتے ہوئے تیزی سے بولا ۔ میں تمہارا چہرہ قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں ۔

تم عمران تو نہیں ۔ بانڈ تیزی سے بولا ۔

اور تم جیمس ۔

چپ ۔ بانڈ نے تیزی سے اسے چپ کر دیا ۔

اور پھر وہ دونوں لپک کر ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے ۔ بانڈ نے دھیرے سے عمران کے کان میں کہا ۔ اچھا ہوا تم نے میرا نام پورا نہیں لیا ۔ یہاں مجھے کوئی نہیں جانتا اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے متعلق کچھ جا سکے ۔

حد ہو گئی ۔ عمران نے کہا ۔ پہلے کیوں نہیں بتا دیا ورنہ میں ہاتھ تو نہیں جھاڑتا "

اور مجھے بھی اتنے گھونسے نہیں برسانے پڑتے ۔

اب پروگرام کیا ہے ۔ وقت بہت کم ہے ۔ جلد کہو ۔

یہاں سے نکل چلنے کا ۔

تو آؤ میرے ساتھ ۔

ٹھہرو ۔ میرے ساتھ دو اور بھی ہیں ۔

اور میرے ساتھ بھی ۔

ادھر چوہان تیزی سے جھکتا ہوا ۔ ان سایوں کی طرف بڑھ

چکا تھا۔

وہ سائے ان دو اُلجھے ہوئے سایوں کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔ اچانک ان کے حلقوں سے ایک کے بعد ایک کئی چیخیں فضا میں بلند ہونا شروع ہوئیں۔

جوہان نے نہایت ہوشیاری سے انہیں کور کر کے تیزی سے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

وہ صرف چار تھے اور چار گولیوں نے انہیں ایک ہی منٹ میں ٹھنڈا کر دیا۔ چاروں کے جسم لہرا کر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے

اُدھر اُسی فوجی عمارت میں ان دونوں ایجنٹوں کی نیند کھل گئی تھی جنہیں عمران نے سلا دیا تھا۔ ایک فوجی دستہ اُنہیں بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا اور اسی وجہ سے وہ دونوں جاگ پڑے۔

وہ سب لوگ کہاں ہیں" ایک فوجی آفیسر نے غراتے ہوئے کہا

ان لوگوں نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھا پھر وہ دونوں گھبرا کر اُٹھے۔

غضب ہو گیا آفیسر۔ ظفر گھبرا کر بولا۔ وہ لوگ ہمارے ہمسایہ ملک کے سیکریٹ ایجنٹ تھے۔

کیا بکتے ہو۔ وہ اچھل پڑا

میں غلط نہیں کہہ رہا۔ وہ ہمیں مجبور کر کے یہاں لائے تھے" غضب ہو گیا۔ وہ یہاں کئی فوجیوں کو قتل کر کے نکل گئے ہیں اور

البرقیہ کے لوگ بھی غائب ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ وہ پلٹ کر باہر کی طرف لپکا اور وہ دونوں بھی بوکھلا کر اس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔

وہ تینوں کئی فوجیوں کے ساتھ انتہائی تیزی سے بھاگنے لگے۔ بھاری بھاری بوٹوں کی آواز سے عمارت گونجنے لگی۔

صدر دروازے سے بھاگتے وقت انہیں بکھری ہی خالی رائفلیں پڑی ہوئی ملیں جو عمران اور اس کے ساتھی یہاں چھوڑ گئے تھے اور اس آفیسر کے یہاں پہنچنے پر سب سے پہلے ان خالی پڑی ہوئی رائفلوں نے ہی اسے بُری طرح چونکایا تھا۔

اس کے بعد وہ سیدھا اس کمرے میں آیا تھا اور اس نے ظفر اور فیروز کو سوتا ہوا پایا تھا۔ اور بقیہ وہ تمام لوگ غائب تھے جنہیں ان دونوں نے ابھی تھیران برانچ کے ماتحتوں کی حیثیت سے متعارف کرایا تھا۔

اس صورت حال پر اس آفیسر کو چونکنا پڑا تھا اور اس کے بعد عمارت میں زلزلہ سا آ گیا تھا۔

پھر چوتھی منزل کو چیک کیا گیا وہاں سے البرقیہ کے اراکین بھی غائب تھے اور ان لوگوں کے علاوہ وہ تینوں سیاسی بھی جو سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر پوری عمارت کی چھان بین شروع کر دی گئی تھی۔ اور وہ لوگ کہیں بھی نہیں ملے تھے۔

آخر واپسی پر ان دونوں کو ہی جھنجھوڑے جانے پر یہ عقدہ کھلا تھا۔ کہ وہ پڑوسی ملک کے سیکریٹ ایجنٹ تھے

وہ سب لوگ تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر نکل آئے تھے اور اب اس

فوجی ٹرک میں لدے تھے جو آفیسر اپنے ساتھ لایا تھا۔ ٹرک اسٹارٹ ہو کر تیزی سے چل پڑا۔

"تم لوگ نہیں جانتے کہ کتنا زبردست ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا"۔ آفیسر غراتے ہوئے بولا۔ "آج بلیک آؤٹ اور فوجی مشق کی وجہ سے ایئر پورٹ پر صرف چند جوان موجود ہیں۔ وہاں کوئی پائیلٹ آفیسر بھی نہیں۔ سب کے سب فوجی مشق پر گئے ہوں گے۔

"تو کیا وہ سب لوگ ادھر ہی گئے ہوئے ہیں"۔

"نہیں تو وہ سب میرے گھر میں جا گھسے ہوں گے۔ وہ لوگ یقیناً ایئر پورٹ ہی گئے ہوں گے تاکہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جائیں۔

"یہ تو غضب ہو جائے گا اگر وہ لوگ نکل لیئے تو۔

"تم یہ بتاؤ کہ یہاں اس ہیلی کوپٹر کو ڈرائیو کر کے کون لایا تھا۔

"عمران"۔

"عمران" وہ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تب تو ہاتھ دھو لو ان سب سے اگر وہ ہیلی کوپٹر چلا سکتا ہے تو ایروپلین بھی چلا سکتا ہے۔ یہ تم لوگوں نے کیا کیا۔ اگر وہ پلین اڑا لے گئے تو ہم اپنے طیاروں کے ذریعہ انہیں گھیر بھی نہیں سکتے۔

"آپ اس کی فکر نہ کیجئے۔ فیروز نے بدحواسی کے عالم میں کہا۔ "میں اور ظفر ان کا پیچھا کریں گے اور انہیں واپس آنے پر مجبور ہونا پڑے گا

ٹرک ڈرائیور نے بلیک آؤٹ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ٹرک کی ہیڈ لائٹس آن کر دی تھیں اور ٹرک تیزی سے اس ایئر پورٹ کی طرف بھاگ رہا تھا۔ جدھر عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔

ٹرک میں بیٹھے ہوئے سب ہی لوگوں کے چہرے اُتر گئے تھے۔ اور وہ سب کے سب انتہائی بدحواسی کا شکار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اچانک ان پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

خاص طور پر فیروز اور ظفر کی بدحواسی اپنے پورے عروج پر تھی اور وہ لوگ اپنے انجام کے متعلق سوچ کر کانپ رہے تھے کہ اب ان کا کیا ہوگا۔

عمران اپنی ٹیم کے ساتھ پوری حرکت میں آگیا تھا اور اسی طرح بانڈ بھی انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

وہ سب لوگ ٹرک سے خود بھی اتر آئے تھے اور ان لوگوں کو بھی اتار لیا تھا جو ان کی کسٹڈی میں تھے۔

ایئر پورٹ پر صرف نیلے ہرے بلب روشن تھے۔ جن کی اہمیت کچھ نہیں تھی۔ عمران اور بانڈ تیزی سے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ بیچ میں فضائی قزاق تھے اور ان کے پیچھے وہ تینوں کشمیری لیڈر۔ سب سے آخر میں عمران کی ٹیم کے سبھی افراد ان لوگوں کو کور کیے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ فنچی کی حالت خراب تھی لیکن وہ مجبور تھا چلنے کے لئے۔ اور اسے ان فضائی قزاقوں کے ساتھ ہی رکھا گیا تھا۔ لیلی شاہد فنچی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

"آج ستارے بہت اچھے ہیں۔ عمران نے ایک بڑے فوجی طیارے کے قریب سے گذرتے ہوئے سرگوشی کے سے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔؟ بانڈ نے پوچھا۔

"اس لئے کہ یہاں بلیک آؤٹ بھی ہے اور جنگی مشق بھی۔ نیچے میں

ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تمام ایئرپورٹ یتیم ہو کر رہ گیا ہو۔"

"چلو۔ اسی طیارے میں بیٹھ چلیں۔" بانڈ نے تیزی سے کہا۔

"نہیں۔" عمران نے تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہم ان آخری دو طیاروں میں بیٹھیں گے۔"

"ان میں کیا خاص بات ہے۔"

"خاص بات — حیرت انگیز خوبیاں ہیں ان طیاروں میں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"یہ دونوں طیارے ہماری حکومت کے وہی اغوا شدہ طیارے ہیں جنہیں بیرام آباد ایئرپورٹ پر نذرِ آتش کیا گیا تھا۔"

"کیا کہہ رہے ہو۔" بانڈ چونک پڑا۔ "ان طیاروں کو جلتے ہوئے خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"اور یہاں ہیلی کوپٹر سے اُترتے وقت ہی میں نے ان دونوں طیاروں کو دیکھا تھا۔ یہ اپنی اصل اور بہتر حالت کے ساتھ یہاں پہنچا دیئے گئے ہیں اور پھر وہ طیارے۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ بیرام آباد ایئرپورٹ پر پڑے ہوئے ناکارہ طیارے ہوں گے جن پر اسکیم کے مطابق وہی رنگ و روغن کر کے نذرِ آتش کر دیا گیا۔ یہی ہوا ہو گا۔"

اسی وقت پرویز کی آواز اُبھری۔

"پیچھے ایک موٹر کی ہیڈ لائٹس دکھائی دے رہی ہیں۔ وہ ادھر ہی آ رہی ہے۔"

"ارے باپ رے۔" عمران اچھل پڑا۔ "بھاگو۔"

اور پھر ان لوگوں نے طیاروں کی آڑ لے کر ان دونوں طیاروں کی طرف بھاگنا شروع کر دیا جو ان کی منزلِ مقصود تھے۔

ہاشمی۔ قریشی۔ فن چی وغیرہ کو دھکے دیکر بھگایا جا رہا تھا۔ ورنہ وہ لوگ اپنے بچاؤ کے لئے اب بھی کوشاں تھے اور نسبتاً دھیرے دھیرے بھاگ رہے تھے۔ لیکن ریوالوروں کی زد پر ہونے کی وجہ سے انہیں بھی اسی رفتار سے بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

بھاگتے بھاگتے عمران نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا ابھی اس موٹر کی ہیڈ لائٹس کافی دور تھیں۔ لیکن ہر لمحے قریب ہوتی جا رہی تھیں۔

وہ لوگ جلد ہی ان دونوں طیاروں کے قریب پہنچ گئے۔

"مسٹر بب۔" عمران ہکلا کر رہ گیا اور بانڈ کے نام کو بمشکل اپنے ہونٹوں میں دبا سکا۔ "اب پروگرام یہ ہے کہ ایک طیارہ تم لے چلو گے اور دوسرے طیارے کو میں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا طیارہ سنبھالو۔ اور اپنے ساتھیوں کو جلد سے جلد بٹھاؤ۔"

عمران نے ایک طیارہ کی سیڑھیاں طے کرتا ہوا تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اور اس کے پیچھے تنویر ان دونوں قزاقوں کو دھکیلتا ہوا چل پڑا۔ ادھر دوسرے طیارے کی طرف بانڈ کو بڑھنا پڑا۔ لیلیٰ شاہد نے فن چی کو اپنے ریوالور سے کور کر رکھا تھا اور اسے تیزی سے ڈھکیلتی ہوئی لے جا رہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد ایک طیارے میں عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ بیٹھ گیا۔

عمران نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی تھی اور بقیہ لوگ پوری طرح سے محتاط تھے۔ اندر بیٹھے ہوئے ملک و قوم کے دشمنوں سے بھی باہر کی جانب سے بھی۔

طیارے کی سیڑھیاں تیزی سے اندر جا رہی تھیں۔ دوسرے طیارے کی پائلٹ سیٹ پر بانڈ جم گیا تھا اور اس نے بھی ایک سوئچ دبا دیا تھا جس کے فوراً بعد ہی طیارے سے متعلق سیڑھیاں بھی تیزی سے اٹھ کر طیارے میں آنے لگی۔ اور پھر جلد ہی طیارے بند ہو گئے۔

عمران نے ہیڈ فونس چڑھاتے ہوئے بانڈ سے رابطہ قائم کیا۔

"تم پرواز کے لیئے پوری طرح تیار ہو"

"پوری طرح ۔ بانڈ نے جواب دیا۔

"بس تو پھر میں شروع ہوتا ہوں ۔ عمران بولا "

ہو جاؤ ۔ میں بھی تمہارے پیچھے ہوں ۔

عمران طیارے کا انجن اسٹارٹ کر ہی چکا تھا۔ طیارہ تیزی سے رن وے پر دوڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ بانڈ کا طیارہ بھی اسی رفتار سے تیزی سے فضا میں پرواز کرتا ہوا بلند ہوتا جا رہا تھا۔

"تم میرے پیچھے چلے آؤ ۔ عمران نے کہا۔

"میری فکر نہ کرو۔ تم اپنے طیارے کو زیادہ سے زیادہ بلندی پر لے جانے کی کوشش کرو تاکہ ہم تیزی سے اور محفوظ طریقے پر یہاں سے نکل سکیں۔ میں ایسا ہی کر رہا ہوں۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ۔ کہ ہم تیز رفتاری کے ساتھ جلد کتنی دیر میں اپنے قریبی ایئرپورٹ پر پہنچ سکتے ہیں ۔ بانڈ نے معلوم کیا۔

"سب سے قریبی ایئرپورٹ جوہون ہی ہے۔ اگر وہاں کا موسم اچھا ہوا تو ہم لوگ ڈیڑھ سے دو گھنٹے کے درمیان وہاں پہنچ جائیں گے ورنہ پھر دوسرے ایئرپورٹ کا رُخ کریں گے "

عمران اور بانڈ دونوں ہی بہت کم وقت میں خاصا فاصلہ طے کر چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ رنگولیا کی حدود میں ہی تھے۔

اچانک ان دونوں کے ہیڈ فونس سے ایک آواز ٹکرائی ۔

"مسٹر عمران ۔ اپنے طیاروں کو واپس لوٹا لاؤ "

"ہائیں یہ کون گستاخ ہماری شان میں گستاخی کر رہا ہے۔ عمران نے مائک پر کہا۔

اسی وقت بانڈ کی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔

"رنگولیا کے دو طیارے تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہے تھے۔ شاید یہ وہی دونوں فوجی طیارے ہیں جنہیں ہم چھوڑ آئے تھے "

"بڑی غلطی ہو گئی " عمران تیزی سے بولا۔ چلتے وقت انہیں تباہ کر دینا چاہیئے تھا۔

"واقعی یہ بات میرے ذہن میں بھی نہیں آئی ۔

"خیر کوئی بات نہیں۔ ویسے میں نے اپنے طیارے کی رفتار تیز کر دی ہے۔ تم پوری طرح خبردار رہو۔

"عمران تم میری فکر نہ کرو۔ میں تمہارہ کو ان سے نپٹ

سکتا ہوں۔

اسی وقت پھر وہی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

تم اپنے اپنے طیارے کا رُخ واپس موڑ لو۔ ورنہ تمہیں تباہ کر جائے گا

ہائیں پھر سے تو کہنا۔ میں ذرا اونچا سنتا ہوں۔"

تمہیں آخری وارننگ دی جا رہی ہے۔ مت بھولو کہ تم سول پرواز کے طیاروں میں ہو۔ اور ہم لوگ بمبار طیاروں کے ذریعہ تم تک پہنچنے جا رہے ہیں۔

ذرا اور زور سے۔ عمران نے ہانک لگائی۔

اس طرح تم وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

کون مسٹر فیروز لخت لخت یہ تم بول رہے ہو۔" عمران نے اس کی آواز پہچانتے ہوئے کہا۔

اب میں تمہاری موت بن کر تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔

کہئے جناب۔ نیند کب کھلی — کھلی یا کھولی گئی۔"

اب میں تمہاری کھوپڑی کھول دوں گا — وہ غرا کر بولا

کھوپڑی کھولنا محاورہ نہیں۔ سر پھوڑنا محاورہ ہے۔

دوسری طرف سے کچھ نہیں کہا گیا۔

عمران کی پوری ٹیم پلٹ کر ان دو بمبار طیاروں کو دیکھ رہی تھی جو تیزی سے ان کے پیچھے لپکتے ہوئے چلے آرہے تھے۔

ان کی رفتار ہم لوگوں کے طیاروں سے زیادہ تیز معلوم ہو رہی ہے صفدر نے چلاتے ہوئے کہا۔

کیا فرق پڑتا ہے۔ عمران نے کہا — وہ قیمتی طیارے ہیں اور بظاہر ہے کہ کافی طاقتور بھی — ہم ان کا کہاں تک مقابلہ کریں گے۔

یہ بات تم کہہ رہے ہو" صفدر حلق پھاڑ کر چلایا۔ اور وہ بھی مائک پر تاکہ ہمارے دشمن بھی سن لیں۔

حقیقت حقیقت ہے۔ بھلا میں اسے کیسے جھٹلا سکتا ہوں۔

عمران کے اس جواب پر سب لوگوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

صفدر اور جولیا ایک دوسرے کی طرف مایوس کن نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تنویر اور چوہان ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔ خاور اور جوزف ایک دوسرے کی طرف گھبرائے ہوئے انداز انداز میں دیکھنے پر مجبور تھے۔

خود ہاشمی اور قریشی کی حالت بھی خراب تھی اور ان تین سیاسی لیڈروں کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے۔

تمام لوگوں کے چہروں کا رنگ اڑ چکا تھا۔ وہ کبھی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے اور کبھی ان پیچھے آتے ہوئے طیاروں کی طرف۔ جو موت کے فرشتے کی طرح ان لوگوں کی طرف لپک رہے تھے۔

عمران اور بانڈ دونوں ہی اپنے اپنے طیاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھ کر پرواز کر رہے تھے۔ اور وہ بھی یکساں رفتار سے۔

ادھر وہ دونوں طیارے زیادہ دور نہیں تھے۔ اور اپنی دیو قامت جسامتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے چلے آرہے تھے۔

بانڈ نے صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے عمران کو مخاطب کیا۔

یہ طیارے ہمیں پانچ منٹ کے اندر اندر کور کر لیں گے۔ اس
لئے تم ۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا
تم اس کی فکر نہ کرو ۔ میں انہیں اس مورچے پر بھی بیوقوف بنا
کر چھوڑ دوں گا ۔

ان طیاروں سے آواز پھر ابھری ۔

یہ آخری وارننگ ہے "

سنو ڈیئر فیروزہ بخت ۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا ۔ میں
ایک امن پسند ملک کا قدیمی باشندہ ہوں ۔ اور یہ جنگ و جدل میرا شیوہ
نہیں ۔ بہتر ہو کہ اگر تم دونوں طیاروں کے ساتھ واپس لوٹ جاؤ ۔
یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے ۔ ورنہ اپنے حشر پر پچھتاؤ گے

اتنا کہہ کر عمران نے ہیڈ فونس کا سوئچ آف کر دیا تاکہ وہ ادھر
سے کہی جانے والی باتیں نہ سن سکے ۔ اور وہ جو کچھ بھی کہے اسے اُنہ سن
سکے ۔

بھئی تم سب لوگ گواہ رہنا کہ پچھلے طیارے آخر وقت تک ہٹ
دھرمی پر قائم رہے ۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا ۔

یہ کیا بکواس شروع کر دی " جولیا غرائی ۔ ہم سب کو موت کے
منہ میں دھکیلے جا رہے ہو اور اس پر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں
آ رہے "

ڈیئر جولی ۔ ناراض نہ ہو اور سب لوگوں کو بھی خبردار کر دو
وہ ایک بھیانک ترین منظر دیکھنے کے لئے تیار رہیں "

باس ۔ مجھ پر تو رحم کرو ۔ جوزف چلایا

" ابے تو بھی ان طیاروں کو دیکھ ۔ ایسے منظر بہت کم زندگی میں
دیکھنے کو ملتے ہیں ۔

وہ سب لوگ پلٹ کر ان طیاروں کو دیکھنے لگے ۔ ان کے دل
اور زور زور سے دھڑکنے لگے تھے ۔

عمران نے ہیڈ فونس آن کرتے ہوئے بانڈ سے کہا ۔

" طیارے کی رفتار ایک دم بڑھا دو ۔

اور اس کے فوراً بعد عمران نے اپنا ایک ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹاتے
ہوئے اپنی کلائی پر پہنچا دیا ۔

کلائی پر بندھی ہوئی اس گھڑی کے کانٹوں میں جنبش ہوئی ۔

اور پھر فضا میں ایک ساتھ دو قیامت خیز دھماکے ہوئے ۔

وہ لوگ یہ دیکھ کر کانپ گئے ۔ کہ وہ دونوں بمبار طیارے بھیانک
ترین دھماکوں کے ساتھ پھٹ کر فضا میں بکھر گئے تھے اور ان کے جلتے
ہوئے ٹکڑے جگنوؤں کی طرح تیزی سے جلتے بجھتے دکھائی دے رہے

" عمران ۔ بانڈ کی آواز ابھری ۔ یہ سب کیسے ہوا "

" جو کچھ ہوا وہ غلط ہوا یا صحیح "

" ایکدم شاندار لیکن پھر بھی کچھ کہو تو ۔

" اسے اتفاق ہی سمجھو کہ میرے تعویز جن سیکریٹ ایجنٹوں کے
بندھے ہوئے تھے ۔ وہی اس وقت کام آگئے ۔ دراصل تعویز کی
اہمیت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ صدیوں پہلے ہوا کرتی تھی ۔

" میں سمجھ رہا ہوں

"ٹھیک ہے۔"

"لیکن تم یہ نہیں جانتے کہ ان طیاروں کے اغوا کرنے کے پس پشت کونسا جذبہ کار فرما تھا۔"

"بھائی میں سیاستدان نہیں۔ اتنا جانتا ہوں کہ اس ملک میں انتخابات ہو چکے تھے اور ہمارے ملک میں انتخابات ہوئے جا رہے ہیں اس لئے ہماری موجودہ برسراقتدار پارٹی کو نیچا دکھانے کے لئے شائد ایسا کیا گیا ہے۔"

"ہاں یہ ممکن ہے۔ لیکن ایک خاص بات اور تھی۔"

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"وہاں کی فوجی حکومت ازسرنو فورس میں آنا چاہتی تھی۔ اسلئے اس نے یہ سازش کی تھی کہ طیارے کے اغوا کے بعد ملک بھر میں یہ افواہ پھیلا دی جائے کہ ہمارا ملک ان کے ملک پر حملہ کرنا چاہتا ہے اس لئے وہاں کے عوامی نمائندوں کو فی الحال اقتدار نہیں سونپا جا سکتا۔ کچھ سمجھ رہے ہو یا نہیں۔"

"سب کچھ سمجھ رہا ہوں۔ وہ بلیک آؤٹ بھی اور وہ جنگی مشق بھی۔ سب کچھ میرے ذہن میں ہے۔"

"ابھی تو کہہ رہے تھے کہ کچھ نہیں جانتے۔" باندے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج کل میں دوسروں کی زیادہ سنتا ہوں اور اپنی رام کہانی کم سناتا ہوں۔ اسی لئے میرے ساتھی مجھ سے ناراض رہتے ہیں"

پھر عمران نے پلٹتے ہوئے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی۔

"آپ میں سے کسی کو چکر تو نہیں آئے۔ کوئی بے ہوش تو نہیں ہوا۔؟"

"نہیں۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں صاحب۔ یہ دانت کس خوشی میں نکل رہے ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"میرے ہی نہیں۔ یہاں سب ہی کے دانت نکل رہے ہیں۔"

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"تم ہمیشہ غلط کہتے ہو۔"

"جولیا سے پوچھ لو۔"

"کیا پوچھوں جولیا سے۔ ذرا ان فضائی قزاقوں کی طرف دیکھو اور پھر کہو کہ کیا ان کے دانت بھی باہر نکل آئے ہیں۔"

"نہیں۔ یہ گہری فکر میں غلطاں ہیں۔"

"پھر تمہارا بیان غلط ہو گیا۔"

"خیر میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم اپنے دونوں کان پکڑ کر ڈنڈ بیٹھک لگانا شروع کر دو۔ البتہ جولیا صاحبہ سے کہو کہ وہ ان دونوں مہمانوں کی خیریت معلوم کر لیں۔"

صفدر نے مسکراتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا ہنس پڑی۔

"باس۔" جوزف نے ہانک لگائی۔ "اگر تم کہو تو میں ان کی خیریت معلوم کر لوں۔ اس سے اچھا وقت کب ملے گا۔ نہ آسمان کے اوپر اور نہ زمین کے نیچے۔"

"ابے او کالے پہاڑ۔" عمران تیزی سے بولا۔ "یہی کیا کم ہے کہ میں

تجھ جیسے پہاڑ کو اُڑائے لئے جا رہا ہوں "

باس اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ یہ طیارہ اڑائے جا رہا ہے۔

اور یہ بھول گیا کہ اس طیارے کو بھی اڑا لیا گیا تھا پھر بھی میں اسے اُڑائے جا رہا ہوں "

سمجھ گیا باس ایک دم سمجھ گیا "

ٹھیک ہے۔ اب خاموش ہو جاؤ اور اگر نیند آ رہی ہو تو کسی کی گود میں سر رکھ کر سو جاؤ "

پھر عمران نے جموں کے ایئرپورٹ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ کیونکہ ان کے دونوں طیارے وہاں کی فضائی حدود کو بھی خیرباد کہہ چکے تھے۔

ہیلو ہیلو۔ اٹ از عمران اسپیکنگ۔

ہیلو۔ ہیلو۔ عمران اسپیکنگ "

اور کچھ دیر کے بعد جموں ایئرپورٹ سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔

یس اٹینڈنگ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

مبارک ہو جناب " عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

جی " دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

جی ہاں جی ہاں مبارک ہو۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

کیا آپ علی عمران ہیں۔

جی ہاں جی ہاں۔ علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی (آکسن)

لندن ہی آپ سے مخاطب ہے۔

اوہ۔ تو یہ اوپر منڈلاتے ہوئے دونوں طیاروں کا تعلق آپ سے ہی ہے "

جی نہیں آپ سے "

آپ صاف صاف کہیے کیا کہنا چاہتے ہیں " ایئرپورٹ سے کہا گیا "

فی الحال میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں نیچے اُترنے کی اجازت دی جائے "

ہمیں آپ کے متعلق حکومت کی جانب سے کوئی ہدایت نہیں ملی ہے پھر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا جناب "

کچھ دیر پہلے ہم نے کچھ آوازوں کو کیچ کرنے کی کوشش کی تھی اس میں ہی وہ نام بھی ریکارڈ کیا جا سکا۔

کوئی بات نہیں۔ عمران نے گردن ہلائی۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ قصہ چھوڑیے اور کام کی بات کیجئے۔ ویسے آپ چاہیں تو نیچے نظر ڈال لیجئے ہمارے طیارے آپ کے دونوں طیاروں کو گھیرنے کے لئے پرواز کر چکے ہیں۔

انہیں آگے بڑھنے دیجئے۔ میں اس طیارے سے باہر چھلانگ لگا کر تو نہیں رہ سکتے سے رہا۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اتفاقاً گھومتا پھرتا نکل گیا تھا۔ واپسی پر سوچا کہ اپنے ہی ملک کے ان دونوں طیاروں کو بھی ساتھ لیتا چلوں جنہیں اغوا کیا جا کر نذر آتش کر دیا گیا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"

"اور ساتھ ہی میں ان مہمانوں کو بھی لایا ہوں جنہیں ہماری حکومت نے واپس طلب کیا تھا۔!"

"کیا واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہے۔"

"ویری گڈ۔ آپ لوگ رن وے تھری اور فور پر اُتر سکتے ہیں۔!"

"مہربانی ہے جناب کی۔ جو نیچے اُترنے کی اجازت تو دی۔ ورنہ بندہ واپس لوٹ جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔"

وہ دونوں طیارے جموں کے ایئرپورٹ پر اُتر چکے تھے۔

دونوں طیاروں کی واپسی کے فوراً بعد انہیں لاتعداد فوجیوں کے ذریعے گھیر لیا گیا تھا۔ اور عمران بانڈ کے ساتھ ہی ان سب لوگوں کو فوراً ہی ایک فوجی عمارت میں پہنچا دیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ وائرلیس سیٹ اور فون تیزی سے حرکت میں آگئے تھے مرکزی حکومت کے سربراہوں کو جن میں وزیراعظم۔ وزیر دفاع۔ وزیر خارجہ اور دوسری بڑی سیاسی شخصیات شامل تھیں فوری طور پر مطلع کر دیا گیا تھا۔ اور نتیجے میں وہ سب ہی انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔

واقعی کون سوچ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔؟ اتنے کم وقت میں اتنا حیرت انگیز کارنامہ۔

دوسری طرف اس فوجی عمارت میں ان دونوں فضائی قزاقوں کو ایک ایسے آہنی کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

ان تینوں کشمیری رہنماؤں کو بھی صبح ہونے تک اسی عمارت کے کمرے میں ٹھہرا دیا گیا تھا۔

عمران کی ٹیم علیحدہ کمروں میں ٹھہری تھی۔ بانڈ اور ببلی شاہد کیلئے ایک علیحدہ کمرہ فراہم کیا گیا تھا۔ یہ عمران کے اشارے پر ہوا تھا۔ کیونکہ بانڈ نے عمارت میں داخل ہوتے ہی یہ بات عمران کے کان میں ڈال دی تھی۔ ثن چی کو ایک علیحدہ کمرہ میں رکھا گیا تھا جہاں اُسے نہ صرف فوری طور پر طبی امداد پہنچائی گئی تھی۔ بلکہ ایک مسلح گارڈ بھی اس کی نگرانی پر معمور کیا گیا تھا۔

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں پہنچ چکے تھے۔

جموں کشمیر کے وزیر اعلیٰ اور دیگر وزراء نے فوری طور پر عمران وغیرہ سے ملنے اور اُنہیں مبارکباد پیش کرنے کے لئے آنے کا خیال ظاہر کیا تھا۔ لیکن عمران نے اُنہیں صبح تک کے لئے بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا تھا۔ جواباً اس نے یہی کہا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی بری طرح تھک چکے ہیں اور ان کی جسمانی حالت بھی اس قابل نہیں رہی ہے کہ اس وقت مل سکیں۔

ایک طرف سب لوگ اپنے کمروں میں پہنچ چکے تھے اور دوسری طرف بانڈ کے کمرے میں عمران موجود تھا وہ آرام کرنے کے موڈ میں نہیں تھا بلکہ معاملات طے کرنے کے موڈ میں تھا

کمرے میں بانڈ اور لیلیٰ شاہد ایک ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اور عمران ان کے سامنے بیٹھا ہوا اونگھنے والے انداز میں کافی کی چسکیاں لے رہا تھا۔

خصوصاً لیلیٰ شاہد اُسے بڑا اشتیاق نگاہوں سے بھی دیکھ رہی تھی۔ اور حیرت زدہ بھی تھی۔

بانڈ اور لیلیٰ شاہد نے اپنی اپنی کافی ختم کرلی تھی اور اب وہ دونوں سگریٹ سلگا چکے تھے۔

لیلیٰ شاہد نے سگریٹ کیس عمران کی طرف ایک ادائے دلنواز کے ساتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

آپ بھی لیجئے" اس نے اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران اس طرح چونکا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔ پھر اس نے لیلیٰ شاہد کی طرف دیکھتے ہوئے بُرا سا منہ بنایا اور کہا۔

میں نہیں لے سکتا۔ یہ حصہ مسٹر بانڈ کا ہے۔

تم اب تک نہیں بدلے" بانڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مسٹر بروک بانڈ۔ اور مسٹر بانڈ۔ عمران نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ فلک چھنبہ نہ چھنبہ گل محمد۔ مطلب یہ کہ جب جوانی میں نہیں بدلا تو اس بڑھاپے میں کیا بدلوں گا۔

اچھا۔ تو تم بوڑھے ہو گئے ہو۔ بانڈ نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

ماشاء اللہ آپ تو جوان ہیں اور بڑے خوبرو بھی۔ لیلیٰ شاہد مسکرائی یہ مسکراہٹ اُدھر ہی پھینکو۔ عمران کا اشارہ بانڈ کی طرف تھا۔

خدا نے اس گل محمد کو ان باتوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سمجھ گئیں" عمران کا لہجہ زہریلا تھا۔

چند لمحات کے بعد اس نے بانڈ سے کہا۔

ان دونوں قزاقوں کے ساتھ ہی ان محترمہ کو بھی اُس آہنی کمرے میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن تمہاری وجہ سے ایسا نہیں ہوا ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔؟"

بانڈ نے لیلیٰ شاہد پر نظریں ڈالیں پھر جواباً کہا۔

سنو دوست۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں مجرموں کی طرح یہ بھی تمہاری مجرم ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ انہیں تم میرے ساتھ ہی لندن جانے کی اجازت دے دو۔ کیونکہ انہوں نے مجھے کسی نہ کسی حد تک تعاون دیا ہے۔ اور فن چی کی گرفتاری معاون ثابت ہوئی ہیں۔

مجھے فن چی کے متعلق ایک مرتبہ پھر تفصیل بتاؤ۔

بانڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اختصار کے ساتھ اس نے وہ تمام باتیں عمران کے گوش گذار کر دیں جو اس نے وہاں پردے کی آڑ میں رہ کر سُن لی تھیں۔

فن چی ہمارے لئے بھی ایک مجرم کی حیثیت رکھتا ہے" عمران نے سب کچھ سُن لینے کے بعد کہا۔

یقیناً۔ لیکن تم اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے ہو۔ اور تمہاری یہ کامیابی نہ صرف انتہائی شاندار ہے بلکہ اس کی وجہ سے تمہارے ہم وطنوں اور تمہارے ملک کا سر بہت اونچا ہو گیا ہے۔

یقیناً ہوا ہے" عمران نے گردن ہلائی ۔ اور ہمارے یہاں ہونے والے انتخابات پر جو غلط اثرات ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی وہ بھی صبح کی نشریات کے بعد ختم ہو جائے گی لیکن پھر بھی ۔

نہیں بانڈ نے تیزی سے کہا ۔ تم اپنے دونوں طیارے واپس لے آئے ہو ۔ ان دونوں مجرموں کو بھی لانے میں کامیاب ہو چکے ہو اور اس کے علاوہ تم نے ان کے دونوں فوجی طیاروں کو تباہ کر کے بھی حکومت کو ایک بڑا نقصان پہنچایا ہے ۔ اور عبرتناک سبق بھی دیا ہے ۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن "

لیکن ویکن کچھ نہیں ۔ میں دوستانہ تعلقات کے پیش نظر بھی تم سے یہی کہوں گا ۔ کہ فن چی اور لیلیٰ شاہد کو ساتھ لے جانے کی مجھے اجازت دی جائے ۔

لیکن اس سلسلہ میں مجھے حکومت سے مشورہ کرنا ہوگا ۔ اس کے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا ۔

تم کیا کہو گے ۔ ؟

اطمینان رکھو ۔ اس سلسلہ میں جو بھی گفتگو ہو گی اس کا کوئی بھی حصہ ظاہر نہیں ہو سکے گا ۔ جس سے کہ تمہارے متعلق یا فن چی کے متعلق کسی کو کچھ پتہ چل سکے ۔ میں اپنی حکومت سے کہوں گا کہ تمہارے تعاون کے بغیر دوسرا طیارہ نہیں لایا جا سکتا تھا ۔ چونکہ تم دوسرے کو ہمارے ساتھ لائے اور ہمیں پورا پورا تعاون دیا ۔ اس لئے تمہاری بات مان لی جائے ۔ اور کسی پر یہ ظاہر نہ ہو سکے کہ فن چی اور لیلیٰ شاہد کو اپنے ساتھ لے گئے ہو ۔ گڈ ۔ بانڈ مسکرا دیا ۔ یہ مسئلہ کل حل ہو جانا چاہیے "

بندہ اپنی سی کوشش کرے ۔ خدا نے چاہا تو مایوسی نہیں ہو گی "
عمران چیونگم کا پیکٹ پھاڑتے ہوئے بولا ۔

شکریہ ۔ دوست " بانڈ نے کہا ۔

لیلیٰ شاہد جو اس گفتگو کے درمیان بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی اس گفتگو کے بعد اپنی حالت کسی حد تک سنبھالنے میں کامیاب ہو سکی "

مسٹر عمران " لیلیٰ شاہد نے نرم آواز میں کہا ۔ میں اپنی واپسی پر زندگی بھر آپ کی احسانمند رہوں گی "

محض بانڈ کی وجہ سے مجھے ایسا سوچنے پر مجبور ہونا پڑا ہے "
عمران کا لہجہ زہریلا تھا ۔ ورنہ میں تمہیں ان دونوں مجنوؤں کے ساتھ ہی کسی ریگستان میں دفن کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

میں آپ کی مزید شکر گزار ہوں " وہ پھر بولی ۔

خاموش نادان لڑکی " عمران اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے غرایا اگر آئندہ اپنی زبان سے شکریہ کا لفظ نکالا ۔ تو جواب میں میں تمہیں اوندھا لٹکا دوں گا ۔ اور پھر اس وقت تک مرچ کی دھونی دیتا رہوں گا جب تک تم اللہ کو پیاری نہیں ہو جاؤ گی ۔

عمران کا لہجہ کچھ اتنا خطرناک تھا کہ لیلیٰ شاہد بدحواس ہو کر رہ گئی ۔

اچھا مسٹر بانڈ ۔ عمران نے بانڈ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی ایک آنکھ دبا دی ۔

عجیب آدمی ہو " بانڈ مسکرایا ۔ ابھی بھڑک رہے تھے ۔ اور ابھی چہکنے لگے ۔

نہیں دوست " عمران نے کہا ۔ چہکنے کے دن ان لیلیٰ مجنوں کے ہیں

جنہیں میں اس کمرے میں چھوڑے جا رہا ہوں ۔ لیکن یہ دل ہی جانتا ہے کے کس دل سے چھوڑے جا رہا ہوں ۔ ہائے پیارے سلیمان ۔ تیرے لئے جس پر نظر گئی اُس پر مسٹر بروک بانڈ کا لیبل چسپاں ہو گیا ہے ۔
ہائے ۔۔ ہائے ۔

اور عمران باقاعدہ ہائے ہائے کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ بانڈ نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بولٹ کر دیا ۔ پھر وہ لیلیٰ شاہد کی طرف بڑھنے لگا جس نے بانڈ کے لئے اپنی باہیں پھیلا دی تھیں ۔

چند لمحات کے بعد کمرے میں گہری تاریکی پھیل چکی تھی اور روشنی نے اپنی آنکھیں موند لی تھیں۔

سوئٹ ہارٹ ۔ بانڈ کی انگلیاں لیلیٰ شاہد کے چکنے جسم پر پھیل رہی تھیں ۔

یس ڈارلنگ ۔۔ وہ اکھڑی اکھڑی سانسوں میں بولی ۔

تمہیں نیند آ رہی ہے یا نہیں ۔ ؟

نہیں ڈیئر ۔ میں سلامتی کے ساتھ اپنی واپسی کے لئے متفکر ہوں ۔ یہ پریشان کن خیالات اپنے ذہن سے نکال پھینکو۔ تمہاری واپسی یقینی ہے "

لیکن وہ احمق قسم کا انسان بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے۔

وہ واقعی خطرناک ہے ۔ لیکن اپنا وعدہ بھی نبھائے گا ۔

دیکھو " وہ فکر مند لہجے میں بولی ۔

کیا دیکھوں ۔۔ روشنی اپنی آنکھیں بند کر چکی ہے ۔ مگر احساسات کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ۔ پھر بھی میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم اپنا

پاکستان کی مشہور
شوخ و چنچل
اداکارہ
بابرا شریف
کے حالاتِ زندگی
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں
ناشر : پوسٹ بکس نمبر ۱۱۶۴ کراچی ۱

جواب نہیں رکھتیں۔ بانڈ نے شوخی سے گدگداتے ہوئے کہا۔

بانڈ۔ وہ ہنستے ہوئے اچھل پڑی۔

پھر بانڈ نے اُسے اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔

وہ کسمسائی۔

تم کسمسا کیوں رہی ہو۔

ہشت۔ تم بہت شریر ہو۔ اور خطرناک بھی۔

میری طرف سے کوئی خطرہ۔؟

بہت بڑا۔ تم مکمل ایک خطرہ بنے ہوئے ہو جس نے مجھے اور میرے لچکیلے وجود کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اور۔ اور۔

اور پھر بانڈ نے اس کا جملہ پورا نہیں ہونے دیا۔ بانڈ کے گرم گرم ہونٹ اس کے پتلے اور ٹھنڈے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکے تھے۔

وہ کسمسائی۔ تڑپی۔ اور پھر خود بھی بانڈ کو اپنی گرفت میں لے کر مسکرا اٹھی۔

(ختم شد)

Pakistanipoint.com
Waqar Azeem